راقم حروف ومن انکا اصلی مولد کانپور مسکن کلکتہ شعر اچہا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تہے صاحب دیوان ہین

اے ہوس ہوا وصل کی شب طرفہ تماشا — منہ اوسنے کیا داغ جگر کی جو مقابل
کیا گرم کہی بات ظرافت سے یہ سنئے — سورج کو نہ دکہلا و چراغ اے مہ کامل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبہل دیوان انکا نظر سے گذرا

کس سے جا کیجے عرض حال کبیر — اس دل بیقرار کا احوال
وہ ستمگر تو کچہ نہین سنتا — ایک سے لے ہزار کا احوال
خو بجانب ہے وہ سنے کیونکر — سنیئے حال زار کا احوال
ایک معشوق اور عاشق لاکہہ — سنئے کس خاکسار کا احوال
ہو وین دس بیس تو سنے بہی کہین — ایک دو تین چار کا احوال

محمر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان ولد نواب معتمد الدولہ شاگرد ناسخ ورشک انکا مولد لکہنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف یہ کربلا کو بہی گئے تہے دیوان انکا نظر سے گذرا

اوٹہا ئینگے تعمیر مرقد کی اک دن — عمارات عالی اوٹہانے سے حاصل
سوا اے کفن جسم مین کچہ نہوگا — لباس تکلف دکہانے سے حاصل
یہی ہے کہ نوبت بجی مقبرے پر — سوا اسکے نقار خانے سے حاصل
جنازہ اٹہیگا بصد یاس وحسرت — سواری کی دہومین مچانے سے حاصل
سلا ئینگے تابوت مین تجہکو اکدن — چہپر کہٹ مین آرام پانے سے حاصل
ملے گا کسے تکیہ مین فرش خاکی — سر فرش مسند پر آنیسے حاصل
ملے خاک مین کیقباد و سکندر — سر کبر ونخوت اوٹہانے سے حاصل
نہ جم ہے نہ وہ جام عالم نما ہے — طلسم الفلک ہاتہ آنیسے حاصل
ہوس لیکئی ساتہ شداد وقارون — عمارت سے حاصل خزانیسے حاصل
نہ کام آئے گا غیر نقد عمل کچہ — زمانے کا محصول پانے سے حاصل

نظیر تخلص ولی محمد اکبر آبادی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے +

اٹھو تہرے جفا سے یہ آنکہون ہو نہین دم سا	ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگائے دل
اور جب یہ تو فدا ہو وہ ظالم ہو اس قدر	جو ملتفت اتنا نہ وہ خاطر مین لائے دل
تجہپر بہی چند روز تو یہ کشمکش رہے	ڈر ڈر اودہر کرے وہ ادہر کہ ستائے دل
ناچار جیسے تجہسے چہڑاتا ہون دل کو مین	ایسا ہی تو بہی اوس سے لگا کر چہڑائے دل

ردیف میم

اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے +

ظلم تہوڑے بہی ہین بہت ہمکو	دیکہ ظالم کہ ناتوان ہین ہم
سینے سے ہمارے کیا حاصل	اے فلک مشت استخوان ہین ہم

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

صدقے ہوتا ہون جس گہڑی تجہکو	یاد آتی ہے اوس پری کی قسم
ہاے کہنا وہ اوسکا چپکے سے	تجہکو انشا ہمارے جی کی قسم

بقا تخلص محمد بقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس وطن انکا اکبر آباد مولد دہلی مسکن لکہنو ریختی مین شاہ حاتم اور میر درد قدس سرہ سے کسب سخن کیا تہا اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اصلاح لیتے تہے میر و مرزا کے ہمعصر تہے شعر رنگین و شیرین کہتے تہے بعضے صاحب تذکرہ نے انکے والد کے نام کے لکہنے مین غلطی کرکے سیف اللہ لکہا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

گردش پہ تیری چشم کی بخشی ہے ہمسے یار	دعوونکے گفتگوے قدح اور قدح سے ہم
چشم اوسکی ٹک دکہادے وہی تاکہ باز آئے	اس بحث دو بدو سے قدح اور قدح سے ہم

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کل واقف کار اپنے سے کہتے تہے وہ یہ بات	جرات سے جو گہر رات کو مہمان گئے ہم
کیا جانیے کمبخت نے کیا ہم پہ کیا سحر	جو بات نہ تہی ماننے کی مان گئے ہم

ولہ

رکھا جو قدم اوسنے مرے قبر پہ آکر — اور سنگ سے تربت کی ہوے مل کف پا گرم
تو کیا کہوں کس ناز سے اف کرکے وہ بولے — اللہ قیامت ہے یہ ابتک ہے سو اگرم

ولہ

دل کو اوس یار ستمگر سے لگا کر جرأت — اپنے سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم
اب یہ پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں ور روبہا — شوخ کے ملنے ہی سے ہاتہ نہ دہو بیٹھے ہم

ولہ

تو جو کہتا ہے ہر گھڑی تیری — دیکھنے سے بہت خفا ہیں ہم
کیا کریں یار تو ہی کر انصاف — تجھپہ مائل نہیں ہیں یا ہیں ہم

ولہ

فراق یار میں کیا آنا جانا سانس کا کہیے — کلیجے پر سدا کھینچا کیا کرتے ہیں آرے ہم
یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہوتا ہے — یوں ہی مرجائینگے اک روز بیتابی کے مارے ہم

ولہ

کہیں کیا آہ اور کس سے کہیں ہم اپنی بیتابی — کہیں صدپا بستر پہ تھوں نہیں پاؤں ہیں پڑے رہے ہم
قرار اک پل نظر آتا نہیں ہے بیقراری میں — گل بازی کی صورت پھرتے ہیں بس مارے مارے ہم

حسرت تخلص جعفر علی حال انکا پیشتر بیان ہوچکا ہے +

کل روتے ہوے جو انکا قا — حسرت کے مزار پر گئے ہم
پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک — بس سنتے ہی چیخ مرگئے ہم
واماندو نہ دیکھیے کہ کیا ہو — اپنا تو نباہ کر گئے ہم

درد تخلص خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

تھا عالم جبر کیا بتائیں — کس طور سے زیست کر گئے ہم
جسطرح ہوا اوسی طرح سے — پیمانۂ عمر بھر گئے ہم +

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

نہین رہتے ہین ایک حالت پر ۔۔۔ ہین نئے رنگ مین جہان ہین ہم
اشک ہین دیدہ مصیبت ہین ۔۔۔ لب بیمار پر فغان ہین ہم

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

وہ کالی گہٹا اور وہ بجلی کا چمکنا ۔۔۔ وہ مینہ کی بوچہاڑ مین ذرسات کا عالم
دیکہا جو شب ہجر تو رو دیا مین کہ ہر وقت ۔۔۔ یاد آیا شب وصل کی اوقات کا عالم

منجور تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علیجان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

چشم بیمار تری جب سے کہ آئی ہے نظر ۔۔۔ بے خور و خواب ہین اور مضطرب و زار ہین ہم
اک نظر لطف کی لازم ہے ادہر بہی پیارے ۔۔۔ اے مسیحا ترے بیمار کے بیمار رہین ہم

ولہ

کسطرح بیان کیجیے شب وصل کا احوال ۔۔۔ اور نشۂ مے سے بت مینوش کا عالم
بیساختہ سینے سے وہ ہر بار لپٹنا ۔۔۔ تہا عالم مستی مین عجب جوش کا عالم

نساخ تخلص جامع اوراق +

مارتے ہین لات کاٹ کہاتے ہین ہاتہو نکو بہی ۔۔۔ اونکے پاؤن کی طرف جب ہاتہ دوڑاتے ہین ہم
اسپہ بہی جو بس نہین چلتا ہے اونکا دلبرو ۔۔۔ کہتے ہین لو چہوڑ دو ہمکو چلے جاتے ہین ہم

ولہ

ہجر کی شب کرتے رہتے ہین جو ہم اونکو نثار ۔۔۔ خانۂ دشمن مین آ و ازا اونکی سن پاتے ہین ہم
ڈرتے ڈرتے پہر کبہی اونسے جو کہتے ہین یہ بات ۔۔۔ کہتے ہین تیوری بدل کے گہر سے گہر جاتے ہین ہم

ولہ

کبہی رنج و غم مین بسر ایا الم تہا ۔۔۔ کبہی ہجر مین تہا مین آہ مجسم
کبہی بزم خوبان مین عیش و خوشی مین ۔۔۔ نظر باز ہو نہین نگاہ مجسم
ولی چشم حق بین مین نساخ مین تو ۔۔۔ نہین ہون مگر یک نگاہ مجسم

ولہ

کرتے تہے شب یہ اونکے تصور سے گفتگو ۔۔۔ کب جانتے تہے آ کے تمہین بیوفا ہو تم

اب کام آئین گی نہین یہ دلفریبیاں	تمکو سمجھ چکے ہین ترے پر دغا ہو تم
بہولین نہ دل سے یاد ہین سب بیوفائیاں	گو تم بدل بہی جاؤ قسم سے وفا ہو تم
رکہین کسیطرح کی نہ ہم تمسے آرزو	دل لیکے نکالین دلکا اگر مدعا ہو تم
پرہیز وہ کرین کہ نہ آنے دین پاس تک	گو جانتے ہین درد جگر کی دوا ہو تم
مسجد کو چہوڑ کر نہ کبہی جائین دیر کو	پہر ہم پڑین سمجہ یہ جو کہین خدا ہو تم
یہ کہ رہا ہی تہا کہ دل اکبار بول اوٹہا	ہے یہ بہی کوئی بات کہ اونکو نہ چاہو تم
وہ بیوفا ہین ہونے دو تم بیوفا نہو +	ثابت قدم تمسے ہو سکے جبتک نبا ہو تم

ردیف نون

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

اپنے دامنت مین کچہ جرم نہین ہمنے کیا	آہ کیا ضد تہی کہ ہمسے یہ چرائین آنکہین
بلکیئے خاک مین ہمسے یہ بہی اوس ظالم نے	ملائین ملائین ملائین آنکہین

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہمنشین کیا کہون تجہسے یہ بتان مہوش	ستم وجور کا انداز نیا رکہتے ہین
کرکے کاہیدہ غم عشق سے مانند ہلال	اپنے عاشق کو یہ انگشت نما رکہتے ہین

انشا تخلص سید انشا اللہ حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

ناز و کرشمہ ایسا سج دہج غضب یہ جس مین	اور یہ نمک یہ گرمی یہ خوش ادائیان ہون
جیتو نمین وہ لگاوٹ سرمہ کی وہ گہلاوٹ	پہر قہر یہ سجاوٹ یہ اچپلائیلان ہون
مرجایئے نہ کیونکر اوسکی ادا یہ ظالم	جسمین اکٹہی اتنی باتین ہمائیان ہون

وله

کیا تہر ہے یہ دیکہو برسون جنہونکی خاطر	ور گاہون بیچ جاجا راتین جگائیان ہون
مانین ہون منتین بہی سو سو کر ڈہب کی	دہو دہو روپے اشرفی نذرین اوٹہائیان ہون
ہووے ملاپ گاہے اوسنے نوشام ہی سے	آنکہون مین اونکی جہک جہک نیندیان آئیان ہون

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کوئی سنتا نہین کہون کس سے — ایک مدت سے کہ رہا ہون مین
گہر سے باہر نکل کے دیکہہ ذرا — کب سے یہان منتظر کہڑا ہون مین

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لہارو شاگرد مرزا نوشہ غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

کل مینے کہا کہ بندہ پرور — چہرے سے نقاب آپ دہٹھائین
کہتے ہین ادا شناس باہم — اچہا ہو جو رخ تو کیون چہپائین
بولے روداد موسے و طور — سن لی ہے تو دیکہنے کو آئین
بسم اللہ ہم اوٹہائین پردہ — پر اوس سے کہو کہ تاب لائین

ولہ

غلط فہم ہین عاشقان مجازی — کہ محو تماشائے محمل ہوے ہین
رہین گے گرفتار صورت پرستی — اگر حسن معنی سے غافل ہوے ہین

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

اب وہ آواز بہی کانون مین نہین آتی ہائے — کوئی ایسا نہین اوس در پہ جو پہنچائے ہمین
یہ دعا ہے کہ گنہگار سمجہ حاکم شہر — پس دیوار صنم قید مین ٹہلائے ہمین

ولہ

تفرقہ پردازی گردون نے مارا کیا کہین — یا نہوتے تہے جدا ہم اور وہ یکدم کہین
یا پڑے پہرتے ہین اب جستجو مین روز و شب — ڈہب کوئی بنجائے تو تک اوسکو دیکہین کہین

ولہ

ہے اسیر دام الفت جب سے یہ ای دوستو — کون سے دن اسپہ یک آفت نئی آتی نہین
پر کہون یک قطرۂ خون دل کا کیا مین حوصلہ — عشق سے اب تک طبیعت اوسکی گہبراتی نہین

ولہ

گہر مین جو نہین وہ یار جرأت — گہبرائی ہے جان اپنی تن مین
ہے جی مین کہ خانہ کرکے ویران — جا بیٹہیے اک اوجاڑ بن مین

ولہ

کیونکر جرأت لگائین ہم لگا — کہ فرشتہ کا وہان لگا نہین
اور تو اور چوری چوری سے — بات کرنے کا بہی تو داو نہین

ولہ

زلف کے کوچے تلک تو کب رسائی ہے ہمین — رہ نہین سکتے ہین ہرگز کوچۂ دلدار مین
کاش ہم ہوے شکستہ ہوتی ای بخت سیاہ — تو بہی رکہدیتا وہ ہمکو رخنۂ دیوار مین

ولہ

جن دنون دونون طرف سے لگ رہی تہی لاگ — دیکہ لیتا تہا وہ کیا الفت سے شرما کر ہمین
اب تو انکہین نیلی پیلی کر جتاتا ہے وہ شوخ — بزم مین تو چشم حسرت سے ندیکہا کر ہمین

ولہ

اوسکے کوچے مین ہوا کیا خاک حاصل ورنہ وان — رکہدیا تقدیر نے جون سنگ رہ لاکر ہمین
پاون تو اوسنے کبہی بہولے سے بہی رکہا نہ اور — راہ رو آئے گئے لاکہون ہی ٹہکرا کر ہمین

ولہ

ہمصفیرو یہ نہ سمجہو تم کہ یہ چپکا رہا — گو کہ ہون خاموش لیکن بیکلی جاتی نہین
ہو کے مجبور اب کیا ہے صبر مینے اختیار — ورنہ کیا میرے قفس مین طبع گہبراتی نہین

ولہ

گئے دید و ادید کے لطف اب تو — نہ پوچہو کہ کیا کیا ستم دیکہتے ہین
ملاقات پر دیکہی ٹہری ہے ایسی — نہ تم دیکہتے ہو نہ ہم دیکہتے ہین

ولہ

کیا خدائی ہے کہ آبیٹہے ہین تم پاس جو ہم — آپ جا بیٹہتے ہین آنکہ چرا اور کہین

یان نہ آتے تھے جو کہدم تو یہ آوازی تھی ۔ یان کا اخلاص جو تہا ربط ہوا اور کہین

ولہ

بیمار کا تمہارے ماتم صرا اپنا گہر ۔ تمکو نہین خبر کچہ کیا آپ بیخبر ہین
لے لے کے نام اوسکا سب مردمان خانہ ۔ منہ ڈہانپ ڈہانپ روتے ہین تمام اور عورتین

ولہ

تجھکو لے چلتے ہین اس شہر سے اوس شہر مین ہم ۔ کہ دلا ایجیو فریاد نہ وہان جا کے کہین
دیکھو مجکو بھی وہان سے نہ نکلوا ئیو تم ۔ بہولے سے دست ہوس پاؤن نہ ڈورا کے کہین

ولہ

دیکھیو شوخی کہ جوش اشک سیل آتشہ ۔ جب نہین پاتا وہ میرے دیدۂ حیران مین
توسمجھتا ہے جیسے محفل مین وہ میرا رقیب ۔ بات کچہ ہنس ہنس کے کہتا ہی وہ اوسکے کان مین

ولہ

کیا ہوے وہ دن جو یہ پیغام آتے تھے ہمین ۔ اپنے درد ہجر کی ایذا اوٹہا سکتے نہین
صورت اپنی تم کسی صورت دکہا جاو ہمین ۔ ہین پہ آپنے بس مین ہم لاچار آسکتے نہین

ولہ

تہا یہی خوف کہ ناصح مرے پیراہن کا ۔ کرکے تو فکر رفو ہووے نہ ہلکان کہین
اب جو ٹانکا اوسے تونے تو نظر آتا ہے ۔ پارۂ جیب کہین پارۂ دامان کہین

ولہ

کہون کیا درد ہجران سے مری کیا شکل ہی حیرت ۔ کسی صورت نہین آرام سخت ایذا اوٹہاتا ہون
کبھی گہبرا کے سر اپنا پٹکتا ہون مین بالین سے ۔ کبھی بستر پہ بیتابی کے مارے تلملاتا ہون
کبھی جو یاد آتا ہے وہ ہنسنا بولنا اوسکا ۔ تو پہر رو رو کے دریا اپنی آنکھون سے بہاتا ہون
کبھی آواز اوسکی سی جو آجاتی ہے کانون مین ۔ تو دل پر ہاتہ رکہ دہیان اوسطرف کو مین لگاتا ہون
کبھی اوسکا وہ بلوانا جو مجکو یاد آتا ہے ۔ تو بیٹھے بیٹھے کیا جانون کدہر کو آہ جاتا ہون
پہر اس مین گر تسلی کو کوئی پاس آن بیٹھی ہے ۔ تو مطلع پڑہ کے یہ روتا ہون اور اوسکو رلاتا ہون

قرار اوس شعلہ خو کی ہجر مین کیا خاک پاتا ہون — نظر آتی ہے اک آتش جدہر کو آنکہہ اوٹہاتا ہون

ولہ

گر مین کہتا ہون مرے پاس ذرا بیٹہہ اے شوخ — کچہہ مین بد وضع نہین لوگو مین بد نام نہین
تو کہون کیا کہ وہ جہنجہلا کے کہے ہے کس شکل — گو تو اچہا ہے یہ تجہسے مجہے کچہہ کام نہین

ولہ

بے مجہے محفل مین اپنے دیکہہ سب سے وہ یہ بولے ہے — بہلا بیٹہی ہین یہان کیون لوگ جنکو بلاتا ہون
بجا کر آنکہہ پہر میری وہ یون اک اک سے کہتا ہے — برا مت مانیو کیا جانیے کسکو سناتا ہون

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم مغفور حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کہین کس سے رو داد اپنی کرین کیا — اسی فکر مین ہم تو ششدر ٹہرے ہین
اوسے ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے گم ہوئے خود — حسن اب تو لینے کے دینے پڑے ہین

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

پوچہا مین درد سے کہ بتا تو سہی مجہے — اے خانمان خراب ترا بہی ہے گہر کہین
کہنے لگا مکان مین فقیر کو — لازم ہے کیا کہ ایک ہی جاگہ ہو گہر کہین
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست — تو نے سنا نہین ہے یہ مصرع مگر کہین

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

ہاے کل سب آشنا تیرے مریض عشق کے — تہی علاج ضعف دل اور ضعف تن کی فکر مین
آج گہبرائے ہوئے پہرتے ہین با چشم پر آب — گاہ تدبیر لحد ہین گہ کفن کی فکر مین

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کیا ہنسکر مجہسے فرماتے ہین آپ — میرے گہر مین کیون تو اب آتا نہین
واسطہ کیا ہے کیا جب ترک عشق — تمسے کچہہ رشتہ نہین ناتا نہین

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہنستے ہنستے یار سے اپنے کہی جیتے یہ بات — ہاے صد افسوس مین تیرا ہون تو میرا نہین
دیکہیو خوبی ڈہٹائی کی کہ وہ کہتا ہے کیا — ہان نہین ہان ہان نہین بس بس نہین بہیا نہین

ولہ قطعہ

کیا تری ہی طرح سے ملتا ہے تو ای رنگین جان ‖ ہر ملاقات مین کہ تجسے کہا تنک مین لڑون
رحم آتا نہین کچہ تجکو بدن چہلتا ہے ‖ سخت مت ہاتہ لگا مجکو ترے پاؤن پڑون

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

سودا سے رات مین کہا شمیم کیون تجکو ‖ اتنا ہے اندوہ نہین تیرا دل مگر کہین
کہنے لگا کہ سچ ہے پر ایکی اگر یہ جی ‖ بچ جاے تو نہ دلکو دون بار دگر کہین
پوچہا جو مین سبب تو کہا کیا نہین سنی ‖ قاصد مرے کی جانکی تونے خبر کہین
نامہ لکہا تہا یار کو مینے سمجہ کے ہے ‖ عالم مین رسم نامہ و پیغام ہر کہین
لیکن سواے بندگی و عجز و انکسار ‖ نکتہ ہوا ہو مین حرف تمنا سے گر کہین
وہان لیکے مجکو بار ہے گردن کہ جس جگہ ‖ پانی کے قطرے کا بہی نہو وے اثر کہین
ورنہ خدا کے واسطے انصاف تو کرو ‖ آتا ہے ایلچی پہ زوال اس قدر کہین
اوڑتا پہرے ہے نامہ گلی مین کسی طرف ‖ دہڑ سے جدا پڑا ہے سر نامہ بر کہین
وقتیکہ دلبران جہان کا ہو یہ سلوک ‖ پہر دلکو دون کہو تو کس امید پر کہین

سوز تخلص محمد میر حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

مقبرون مین دیکہنے ہین اپنے ان آنکہون سے روز ‖ یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین
تو بہی ٹہوکر مار کر چلتے ہین رعنائی سے یار ‖ سو جہتا اتنا نہین ہم خاک کے پیوند ہین

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم خلف عبد الرسول خان عروضی باشندہ لکہنؤ شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بہوپال نال و دہلی مین رہتے تہے علم عروض و حساب مین امثال و اقران سے زیادہ دخل رکہتے تہے بڑے بے تکلف اور عاشق فراج تہے آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین سفر حجاز کیا اور بعد ادا ے حج بیت اللہ روانہ مدینۂ منورہ ہوکر انثاے راہ مین بیمار ہوئی آور چہارم ماہ صفر مظفر سنہ ۱۲۵۶ ہجری کو جس وقت مدینۂ منورہ مین پہونچے اوسیوقت روضۂ مبارک کو دیکہکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی ف

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت + مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند + دیوان انکا نظر راقم سے گذرا

مژدہ صحبت ہے ہماری شکل سے بیزار تم
اپنی یہ خواہش نہین ہم وسدم دیکھا کرین

کاش بہر دے کوئی وہ جادو کا کاجل کہین
جس سے تم ہمکو نہ دیکھو تمکو ہم دیکھا کرین

وله

خلوت مین پا کے اوس سے کہا مینے ایک رات
کچہ صبر آج دل مین ذرا دیکھتا نہین

دربند ہمنشین کو نشہ کی ہے بیخودی
یا ان کوئی میرے تیرے سوا دیکھتا نہین

انکھو نمین آپ شمع کی چربی ہے چہا رہی
گل خود ہے زرخرید ترا دیکھتا نہین

ہنسیہی اگر ہو وہم تجہے شمع گل کرون
اے جان پہر تو کوئی بہلا دیکھتا نہین

بولا کہ اتنے روزون سے صحبت ہی تجہے
پر حیف تو مزاج مرا دیکھتا نہین

تیرے اگر لحاظ و ادب پر پڑا نقاب
کمبخت میری شرم و حیا دیکھتا نہین

گل چشم نیم باز سے ہے تک نہین رہا
پروانہ پاے شمع پڑا دیکھتا نہین

اسے بے خبر اندہیری اوجیالی کی کام کو
دیکھے نہ دیکھے کوئی خدا دیکھتا نہین

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

پنجۂ وحشت کے ہین ممنون ہم
یعنی تا دامن گریبان چاک کر

مجہنے بخشین فقر کی رسوائیان
ہمکو اکثر کفنیان پہنائیان

وله

جبتک سے پنجۂ مژگان نکلے اوسکو مصحف رکھیے
قیاساً دل مین ہم اپنے یہی معلوم کرتے ہین

کہ میرے قتل سے جو مردم چشم اونکی منکر ہین
قسم کہانیکے تئین قرآن پہ یہ ہاتہ دہرتے ہین

وله

رات ہم آغوش ہونیکی خواہشین
اسطرح ہمنے اوسے دکہلائیان

آمد تپ کا بہانہ کرکے ہم
روبرو لیتے رہے انگڑائیان

وله

حبس اشک کے قطرے کو کہتا ہون ذرا تھم جا
عالم کی ملامت سے مین رنج اوٹھاتا ہون

تب سنکے وہ کہتا ہے مت روک طپش مجکو
مین دور سے آتا ہون اور دور کو جاتا ہون

وله

طپش جاکر سینے کل جو دی ترغیب اوس گل کو
کہ مدفن سے تمہارے کشتۂ غم کی مین آتا ہون

عجب لالہ کہلا ہے اوسکے خون آلودہ تربت پر
اگر چلیے تو اب تمکو تماشا مین دکہاتا ہون

لگا کہنے عنایت آپ کی لیکن کہین اب تو
خدا شاہد ہے مین ہرگز نہ آتا ہون نہ جاتا ہون

وله

کل عرض کیا یار سے جینے کہو کیا ہو
گر تجسے ہم آغوش مین اے ماہ جبین ہون

کہنے لگے بس بس یہ اوٹھا دیجیے دل سے
تم ہمین مجہسے سمجھے ہو مین وہ نہین ہون

وله

بدخواہ نے کل ایک جو اونسے یہ جا کہا
وارفتہ کیہ طپش فقط اک تم ہی پر نہین

ملتا ہے ہر کسی سے ہر اک سے ہے اوسکو انس
وہ کون ہے دل کہ جہان اوسکا گہر نہین

بولا کہ دیکھنے مین تو ایسا نہین ہے وہ
باقی کسیکے دل کی کسیکو خبر نہین

وله

طائر غم کا آشیان ہے دل
قطرۂ خون ہی اوسکے پاس کہان

تو عبث تخت دل کا جویان ہے
چیل کے گہونسلے مین ماس کہان

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ❊

وہ ہمسے وعدہ کرجاتے ہین اکثر شب کے آنیکا
مگر آتے نہین ہرگز کہ جاکر بھول جاتے ہین

گزر جاتی ہے ساری رات کہتے کہتے یہ ہمکو
اب آتے ہین اب آتے ہین اب آتے ہین اب آتے ہین

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا چھو حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

پوچھا گیا ہے مجسے فدوی تو
مین جو بے اختیار ہنستا ہون

بے خبر جو ہین مرگ سے اونپر
مثل شمع مزار ہنستا ہون

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادۂ ہدایت اللہ خان ہدایت طب مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن وکسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کر گئے تھے شعر صاف و عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

صحبت فراق وصل سے میسر ہو کس طرح | انکو تو وہ کہی ہے کہ ملنے کا ڈہب نہین
اور اُنکو جو کہیے تو پہر وہ بہانہ جو | زلفین اٹہا کے منہ سے یہ کہتا ہے شب نہین

فغان تخلص اشرف علی خان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے بڑے ظریف تھے انتقال انکا ۱۱۹۶ ہجری مین ہوا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

رونا جہان تلک تہا مری جان رو چکا | علت نہین ہے چشم مین نم کا اثر کہین
باور نہین اگر تجہے آ تو بہی دیکہ لے | آنسو کہین ڈہلک گئی لخت جگر کہین

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت مرید حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ ۱۲۳۱ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے مطبوع و مرغوب ہوتے ہین صاحب دیوان گذرے تذکرہ شعرا انکا نظر سے گذرا

اونسے جہپٹ گیا مین شب داو گہات سے | ہر چند قاسم اونکی رہی زیر لب نہین
جہنجہلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگے کہ تو | پہر کیجیو بے حیا مجہے ملنے کا ڈہب نہین

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان حال انکا بخوبی تحریر ہوا ہے +

کسکا ڈر دور دور ساقی ہے | مست رکہتی ہے مے مدام ہمین
لڑکہڑائین تو ہاتہ پہیلا کر | محتسب سے کہین کہ تہام ہمین

ولہ

عشق سے میرے ہوئی شہرت تمہاری حسن کی | میرے داغون پر نظر اے مہ لقا کچہ بہی نہین
حسن کا جوہر جو تم رکہتے ہو تو مین عشق کا | تم تو سب کچہ ہو گئے اور دوسرا کچہ بہی نہین

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم برادر عم زاد میر شمس الدین فقیر عزیزون مین حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی تہی حضرت مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ اور مرزا

جعفر علی حسرت سے کسب سخن کیا تہا شعر گوئی مین اچہی قدرت رکہتے تہے مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تہی وہین ۱۲۰۵ھ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

بہیج مت مرہم کافور تو قدرت سے حضور ۔ یہ ملاح اور بے زخمون پہ اثر کرتے ہین
تیری جان سوختہ خورشید قیامت کے تئین ۔ ہر سحر بینیٔہ ناسور جگر کرتے ہین

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر ولد بلند خان قوم افریدی شاگرد خواجہ وزیر ساکن لکہنؤ کے امرائے نامی مین تہے شعر صاف و عاشقانہ اچہا کہتے تہے دیوان انکا نظر سے گذرا

نعش پہ گویا کے کہتا تہا وہ شوخ ۔ اس طرح کا آدمی ہوتا نہین
کس خوشی سے جان دی اس شخص نے ۔ ایسا عاشق دوسرا دیکہا نہین

محترم تخلص خواجہ محترم علی خان دہلوی مقیم عظیم آباد برادرزادہ خواجہ محمدی خان شاگرد شاہ گہسیٹا عشق

دوستون نے مرے کہا اون سے ۔ محترم کو کہو تو ہیان لائین
لگے کہنے کہ شہر کر لو تم ۔ ہم جو مجلس مین اوسکو بلوائین
روندیوے کہ جیسے روزے سے ۔ ساری محفل کے تختے چہپے جائین

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

گرچہ ارباب تمنا کیطرح میری تہین ۔ بیش و کم مشغلہ یک عمر رہا دنیا مین
لیکن آخر کو جو دیکہا کف افسوس ہوا ۔ مصحفی اپنے نہ کچہ ہاتہ لگا دنیا مین

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

شام سے اپنے سو رہے وہ تو اور ہم اونکی گہر ۔ ولولہ ہائے شوق سے کیا کیا پہرتے ہین گہر ادہر
کرتے ہین آواز فیری دیتے ہین دستک سو سو بار ۔ گہر مین پہر پہینکتے ہین زنجیر در کہڑکاتے ہین

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کچہ کچہ ہونگا روز یہ کہتا تہا دل مین میر ۔ آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہین +

سو گل سمجھے ملا وہ بیابان کے سمت کو / جاتا تھا اضطراب زدہ سا ادھر کہین
لگ چل کے مین برنگ صبا اوس سے یہ کہا / اے خانمان خراب ترا بھی ہے گھر کہین
آوارہ جابجا جو پھرے ہے تو دشت مین / جا گہ نہین ہے شہر مین تجھکو مگر کہین
خون بستہ اپنی کھول قمرہ جو جبتا ہے گر / رکہ ٹک تو اپنے حال کو مد نظر کہین
آسودگی سے جنس کو کرتا ہے کون سخت / جانے ہے نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہین
موتی سے تیرے اشک ہین غلطان کسطرف / یاقوت کے سے ٹکڑے ہین لخت جگر کہین
تاکے یہ دشت گردی و کیتک یہ خستگی / اس زندگی سے کچھ تجھے حاصل بھی مر کہین
کہنے لگا وہ ہوکے پر آشفتہ یک بیک / مسکن کرے ہے دہر مین مجھسا بشر کہین
آوارگونکا ننگ ہے سننا نصیحتین / مت کہیو ایسی بات تو بار دگر کہین
تیمین جا کو بھول گیا ہون یہ ہے یہ یاد / کہتا تھا ایک روز یہ اہل نظر کہین
بیٹھے اگرچہ نقش ترا تو بھی دل اوٹھا / کرتا ہے جاے باتش کوئی رہگذر کہین
کتنے ہی آئے لیکے سر پر خیال پر / ایسی گئی کہ کچھ نہین اونکا اثر کہین

ولہ

کوہ و صحرا بھی کر نہ جاے باتش / آج تک کوئی بھی رہا ہے یان
ہے خبر شرط میر سنتا ہے / تجھسے آگے بھی کچھ ہوا ہی یان
موت مجنونکو بھی یہین آئی / کوہکن کل ہی مر گیا ہے یان

نازش تخلص مولوی الہی بخش ولد مولوی محمد صالح شاگرد مظفر علی اسیر باشندہ خیرآباد عزیزون مین مولوی فضل حق مرحوم مغفور کے ہین

صبا باغ مین قمری کو سرو رعنا کی / کیا ہے وصل سے کیا کیا نہال پر دیکر
زیر برقع فانوس شمع و پروانہ / بہت سی رہتے ہین فرخندہ حال پر دیکر
ہمارے حال پر گشتہ کیسے ہین یا رب / نہ پر لگا ہے نہ ہمکو وصال پر دے ہین

نازنین تخلص مرزا علی بیگ ریختی گو دہلوی بطرز جان صاحب کی انکے ریختی مین کچھ کچھ شاعری کا بھی لطف ہوتا ہے

نازنین اتنا بہی ہرجائی پنا — یہ تمہارے آگیا کیا و بیانین
روز اک دیگر نگی ہین ہما نیان — روز رہتے ہو اسی سامان ہین

نشاخ تخلص جامع اوراق +

نہ مسی ہون کہ لب لعل تلک اوسکی پہونچون — نہ تو سرمہ ہون کہ ہو اپنا گزر آنکھون مین
کیا کہون حال مین اپنا کہ مین کیا ہون نشاخ — صورت خار ہون کیا ہو مرا گھر آنکھون مین

ولہ

صحبت غیر سے نہ مکرین آپ — وہ صفا عارض و جبین مین نہین
نقش دندان غیر ہین لب پر — نام میرا ہے اس نگین مین نہین

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

کل بت رشک پری نے چوڑی والی سے کہا — روز لاتی ہے بنا کر تو تہانی چوڑیان
دیکہ تو آنکہونکی اندہی کچہ بہی ہے تجکو خبر — یہ تو میری نوجوانی اور پرانی چوڑیان

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کوے قاتل کا یہ قاصد ہے پتا — نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پڑے رہتے ہین خون کے پر زے — پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

ولہ

انکو عوض مرے جرم و گناہ بے حد کا — الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکہکر مجہی محتاج — یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

ردیف واو

انسخ تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودہری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ پنڈوہ ضلع ہوگلی سال تولد انکا سنہ ۱۲۵۳ ہجری ہے طبع سلیم رکہتے ہین ذہن مستقیم رکہتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے ابتدی سے نہایت ذوق ہے بڑے پرگو ہین شعر اچہا کہتے ہین ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو

دکھلاتے ہین کلکتہ مین انکے بہت شاگرد ہین صاحب دیوان ہین

بشر انسان کہو کیونکر تمہین ای نور کی پتلی — فرشتہ ہو پری ہو کیا کہون تم حور جنت ہو
قمر پیکر ہو تم زہرہ جبین ہو مہر سیما ہو — حسین ہو نازنین ہو خوبرو ہو خوبصورت ہو

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

کیون مری چاک گریبان سے بہلا او بہا تہا — اب تو بخشا تجہے پہر آسگے یہ زنہار نہو
کہولے دیتا ہون ترے کان ابہی سے ازگل — ایسی تقصیر کبہی عہر یہ خبردار نہو

ولہ

میرے ہی سر کی قسم ہے نام جانے کا نہ لو — مجہکو بیٹہو آج اگر تم اپنے گہر جاو رہو
اب جوان فضل الہی ہو چکے کیا ڈر تمہین — آؤ بیٹہو کہیلو کودو لوٹو پو تو سو رہو

سجر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکہنو شاگرد شیخ امام بخش ناسخ عروض و قوافی مین اچہا دخل رکہتے ہین راقم سے ان سے لکہنو مین ملاقات ہوئی تہی دیوان انکا نظر سے گذرا

ایک ہی نزی پہلکے یہ دو حرف — دوستو یار کو روانہ کرو
وہلد آؤ کہ دم نکلتا ہے — مجکو بیٹہو اگر بہانہ کرو

بقا تخلص محمد بقاء اللہ مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ❊

گر قتل کیا اب تا کو خو ہو — اسباب کو منہ سے مت نکالو
پنہان ہے بہلا ہے خون عاشق — جانے دو آب او سپہ خاک ڈالو

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی مرحوم دہلوی شاگرد مرتضی قلی بیگ فراق و مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شعر گوئی مین اچہی مشق رکہتے تہے اکبر آباد مین سکونت اختیار کی تہی وہین راہی ملک بقا ہوئے سعادت خان ناصر نے جو انکو اپنے تذکرہ مین میر محمدی متخلص بہ قربان سکے دہوکے مین ثناء اللہ فراق کا شاگرد لکہا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے

بیدار تو اس جہان مین اگر — جو چاہے ہے میرے یار کیجو

یہ رحم سے گرے کسو کی دل سے
وہ کام نہ زینہار کیجو

تراب تخلص حضرت تراب علی شاہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

کہدیجیو یہ بات اور سمجھائیو اوسکو
یارون سے ہمارے جو سعید ازلی ہو
دنیا میں سدا رہنے کو آیا نہیں کوئی
لاحق ہے اجل سبکو نبی ہو کہ ولی ہو

تمنا تخلص میر سید علی خان اورنگ آبادی اور کچہ حال انکا معلوم نہوا +

بہلا سنو تو مری جان جب رہون کبتک
کہون فراق مبارک پہ گر ملال نہو
تمہارے رخ کو جو گہیرا ہے خط کے سبزہ نے
یہ دود آہ کا میرے کہین وبال نہو

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

ایسے بیرحمون کی مجہکو دام مین لایا ہے جو
کوئی تو کہتا ہے اسکے توڑ کر پر چہوڑ دو
اور کوئی بیدرد یہ کہتا ہے بیدردی سے آہ
گر تماشا دیکہنا ہے ذبح کر کر چہوڑ دو

ولہ

سنکے کوچے مین ہمین بام سے تم جہانکتے تہے
یا تو منظور تہی یون شکل دکہانی ہمکو
یا فغان سنکے بہی کچہ منہ سے نکلتی نہین بات
چہوڑ ہی پر دیمین بہی آواز سنانی ہمکو

ولہ

بزم خوبان مین بہلا ہجر مین اوسکے ہمدم
بیٹہیے کس شکل دل اپنا کوئی بہلانے کو
آنکہ اوٹہاتے ہی کسی شوخ کی تصویر کی شکل
سامنے آن کہڑی ہوتی ہے دبکانے کو

ولہ

مت جا تو گلی مین اوسکی ہر دم
کہتا ہون یہ بار بار دل کو
پر جاے بغیر آہ جرأت
یک لحظہ نہین قرار دل کو

ولہ

مین کہا دیکہی ہے مینے خواب مین ابروے یار
دوستو مجہسے کہو اس خواب کی تعبیر کو
آہ اس ندکور کو سنتا تہا وہ قاتل کہین
آن پہنچا سر پہ میرے کہینچکر شمشیر کو

ولہ

خانۂ یار کے گرد آٹھہ پہر پہرتا ہون — بیقراری نے تو یہ چال سکہائی مجھکو
غیر پر کرتے ہین وان رخنۂ دیوار کو بند — تا جہلک اوسکی ذرا دے نہ دکہائی مجھکو

ولہ

فائدہ کیا ہے جو تنہائی مین گزری جرأت — خضر کی طرح سے جو عمر یہ طولانی ہو
یہ غنیمت ہے کوئی دم جو خوشی سے گذری — ابر و باغ و چمن و یار و غزلخوانی ہو

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اونکے یان رات مین خفا ہوکر — لگ کے رونے لگا جو کونے کو
مجھپہ جہنجہلا کے یون لگے کہنے — کیا کہون تیرے غصہ ہونے کو
منہ پہ آنسو دہرے ہی رہتے ہین — آگ لگجاے ایسے رونے کو

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

دوستو کسنے چرایا دل سوزان کو مرے — یکبیک ہو گیا سینہ مرا ٹھنڈا دیکھو
دیکھو وہ آنکہ چراتے ہین چراکر دل کو — چور پکڑا ہے ابھی ہمنے بہی کیا دیکھو
لوگ کہنے بہی لگے سنکے تو کہو لو صاحب — پڑ گیا ہاتہ مین کیسا یہ پہپہولا دیکھو

درد تخلص حضرت میر درد قدس سرہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

دل نالان کو یاد کرکے صبا — اتنا کہنا جہان وہ قاتل ہو
نیم بسمل کوئی کسیکو چہوڑ — اسطرح بیٹہتا ہے غافل ہو

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

رہی ہر طرح سے صیدی کی کبوتر کی طرح — ہاتہ سے اوس بت بیدرد کی ایذا ہمکو
صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچہ فقد رہا — صلح بہی ٹہہرے تو پہر کاہے کے چہوڑا ہمکو

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

مجھسے خلوت کی ملاقات رہی — روز جلوت مین بلایا نہ کرو
واسطے بندیکے بدنامی ہے — جان صحبت مین بٹہایا نہ کرو

سودا تخلص مرزا رفیع حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اے نسیم سحری مہر و مروت سے دور — بے نہایت نظر آیا یہ گلستان مجھکو +
ایک گل تک مرا مانع نہوا چلتے وقت — خار نے بھی تو رکھا کھینچ کے دامان مجھکو

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

گالیان تو لبون سے خوب سہی دین — کبھی بوسے کی بھی اجازت ہو
کچھ بڑی بات تو نہین واللہ — چوم کر لین اگر عنایت ہوا

شہیدی تخلص منشی کرامت علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اٹھہ بوسون پر ہوان تو کر یک بت اوباش کا — صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو
شب جو ہم بوسے اونکے لب سے ہم لینے لگے — کہکے یون یہ ابکی دو یہ جب کے دو یہ تب کے دو
بولی وہ جھنجھلا کے نامہ کب ہوا اتنا آپ کا — ہاے یہ کسدن کے دو کس رات کے دو کب کے دو

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

الٰہی تجھکو سب قدرت ہے بلبل کو ملا گل سے — جو تمری ہے نصیب اوسکو بھی وصل سرو بستان ہو
نہ پروانہ بھی اپنے شمع سے ہرگز جدا ہووے — سمندر بھی ہمیشہ مجمر و منقل مین سوزان ہو
رسائی ہو وے ہر ذرہ کو بھی خورشید تک حاصل — چکوروں کو بھی ہر صورت سے قرب ماہ تابان ہو
یہ جس دم سب حاصل ہوئے سب طالب و مطلوب آپس مین — پھر اون سب کی تصدق سے مجھے بھی وصل جانان ہو

ولہ

اے اہل دول کیا ہے یہ تمکین و تمکن + — آخر کو یہ یک روز مکان ہو نہ مکین ہو
سنجاب پہ کمخواب پہ قاقم پہ نہ رکھ پاؤن — تیلا ہے ترا خاک کا تو خاک نشین ہو

ولہ

کفش برداری کی تقریب سے یک ہوش کے — اوسکی محفل مین ہوئی کل جو رسائی مجھکو
لیگئی متصل اوسکے مجھے بیتابی دل — عقل کرتی ہی رہی چشم نمائی مجھکو
دیکھکر میرے دل زار کی بے صبری تمام — یون لگا کہنے بتا کر وہ رکھائی مجھکو
ہے ترے دل کے ستانے مین مرو دل کی تسکین — گو برا اس مین لگے ساری خدائی مجھکو

ولہ

ہاتھ سے میرے کسطرح اے غیر | دامن اوسکا جدا کرے گا تو
فرض یہ نے کیا کہ یون ہی ہوا | کشمکش دل کو کیا کرے گا تو

ولہ

پردۂ گل مین کب تلک ای دوست | مثل بو کی رہا کرے گا تو
ایک دن تجھکو دیکھ لینا ہے | یار کب تک چھپا کرے گا تو

ولہ

کہتے تھے ہم طپش دل اوسکو نہ دے | اور جو دے گا برا کرے گا تو
تو نے کہنے پہ کچھ عمل نہ کیا | ہم بھی اب دیکھین کیا کرے گا تو

ولہ

آزمایا ہمنے یارون کو سدا ہر رنگ مین | کیا کوئی لیوے جہان مین دوستی کے نام کو
گلفشانی کی توقع کیا کہ میری قبر پر | پھولون کے دن بھی نہ لائے اوس بت گلفام کو

ولہ

طپش کیا کہیے کل ناحق عوض بوسے کے ہم سہواً | بہانے سہل پر دے بیٹھے دل اوس یار قاتل کو
سو اب جھگڑا ہے کہیے اوس سے یہ سود نہیں بنتا | وہ اپنا بوسہ لے بیٹھے اور اب پھیر دے دل کو

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

غافلو ہو کہ نہو تمکو سفر مین کچھ سود | ساعت نیک سمجھتے ہو مگر پوچھتے ہو
لیک جب جاتے ہو دنیا سے سوئے ملک عدم | نہ کوئی دن نہ کوئی وقت سفر پوچھتے ہو

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

بلبل تو محبت پھولی ہے اوس گل پہ کہ جسکو | گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل ساتھ مری تجھکو دکھا دون وہ طرحدار | آنکھون سے نہ دیکھا ہو نہ کانونسے سنا ہو

قربان تخلص میر محمدی دہلوی عرف میر کلو شاگرد تمنا اللہ خان فراق +

ہاتھ پکڑا جو مین کہا اے واہ | کچھ دوانی ہوئی ہو لو دیکھو

تعوذنتب

چہوڑدو نکو مرے پیری قسم   آگہ اسنتا کوئی نہو دیکہو

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان دہلوی مقیم بنارس خلف نواب شہرف خان بہادر سودا

اگراب ہے جو تمہارے ہی در اوپر مرزا   دمبدم اوسکو اوٹہاتے ہو بہلا کاہے کو
جب وہ غربت زدہ جاتا ہے تو سوکر کی ذیب   پہر اوسے آپ بلاتے ہو بہلا کاہے کو

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

وہ جو عاشق ہین اپنے ہاتہون سے   پہینک دیتے ہین کاٹ کر سر کو
مصحفی قتل گاہ عشق کے بیچ   نہین تکلیف دست و خنجر کو

ولہ

یکا یک کر گذرتی ہو وہی جان   جو کچہ تم اپنے دلمین ٹہانتے ہو
غرض ہو آشنا اپنے ہی ضد کی   کسیکی بات کو کب مانتے ہو

ولہ

میرے نامہ کو سرسری نہ پڑہو   اک ذرا اسکو بیٹہ کر دیکہو
مدعا بہی نکل رہے گا کہین   پڑہے جاو نہ پیشتر دیکہو
ہو چکی نامہ جب تمام تو پہر   ہے عبارت جو پشت پر دیکہو
کرکے اول سے تا بہ آخر غور   پہر جدہر جا ہو تم ادہر دیکہو

ولہ

ارادہ گر کرون شکوہ تو وہ ملتا نہین مجہسے   جو چاہون دنکو تو آتی ہے لوگون سے حیا مجکو
نہ دن کو چین نے رات کو نیند آوے معاذ اللہ   کیا ہے اوسکی چاہت نے گرفتار بلا مجہکو

منجو تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

فائدہ خاک ہو نصیحت سے   عاشق خستہ حال و مضطر کو
مغز کہاتا ہے کیون عبث ناصح   جونک لگتی ہے کوئی پتہر کو

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

جب کہا مینے کہ تم ہیدرد گر نا آشنا +   بے مروت بیوفا بیگانہ احباب ہو

قطعہ منتخب

ہنسکے فرمایا کہین تو خیر جو کچہ ہون سو ہون ۔ تم بہی تو بے چین ہو بے صبر ہو بیتاب ہو

گستاخ تخلص راقم اوراق +

جبکے قبضہ مین کہ ہے رشتۂ جان ناشاخ ۔ اوس مسیحا کا پڑا وصف جو لکہنا مجہکو
صرف ہو تار شعاع اور ہو خورشید دوات ۔ چاہیے ہر قلم سوزن عیسے مجہکو +

وله

جو بیوفا او نہین کہتا ہون مین تو شوخی سے ۔ وہ کہتے ہین سنو اپنی زبان کو تہام تو لو
یہ بیوفا کسے کہتے ہو خیر ہے صاحب ۔ وہ مین نہین ہون کوئی اور ہوگا نام تو لو

وله

ہمارے حال کو یون دیکہ دیکہ کر ہمدم ۔ عبث خموش ہو کچہ بہی زبان سے کام تو لو
جو ہو سکے تو سناؤ کسی کو حال اپنا ۔ نہو تو بہر تسلی کسی کا نام تو لو

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

ٹک ادہر منہ تو کرلے آشنا نا انصاف ۔ دیکہ تو ہم بن حجاب رخ دلدار کہ تو
درمیان سد سکندر ہے او تہاڑے گہنے ۔ دیکہنے کا نہین مین اوسکی روادار کہ تو

وله

برقع مین نہین ہے اوسکی جالی ۔ ٹک دیدۂ غور سے تو چہانکو
کہینچے ہے وہ شوخ جنتری مین ۔ تار رگ جان عاشقان کو

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکہنوی حال انکا پیشتر رقم ہوچکا ہے +

بے یار ذوق کب ہے شراب وکباب سے ۔ پروا نہین ہے ابکے ساقی ہو یا نہو
خون جگر پیا نہو جسنے وہ مے سے پیے ۔ کہائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ردیف ہاے ہوز

بقا تخلص محمد بقاء اللہ مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

گرہی طرح کرے کشتۂ حیرت اپنا ۔ دمبدم مجہکو دکہا کر رخ یار آئینہ

بس یقین ہے کہ ملک نامہ اعمال کی جا | آ مرے ہاتہ مین دین روز شمار آئینہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

واے حسرت کہ جب نکلی جنازہ جو مرا | لوگ سب روتے ہوئے کوچہ دلدار کی راہ
شور و غل سنکے بہی از راہ تغافل اوسنے | نہ ذرا جہانک لیا روزن دیوار کی راہ

وله

آئے نظر کل ایک مرقع مین ناتوان | مجنون سے بہی فزون کسی بیمار کی شبیہ
تو ہنسکے مجہکو کہنے لگے چتونون مین وہ | لو تم بہی دیکہ لو یہ ہے سرکار کی شبیہ

وله

شب وصال مین وحشی سا دیکہ مجہکو وہ شوخ | کہی ہے دیکہو بس آگے نہ تم بڑہاؤ ہاتہ
تمہارے ہاتہ نہ آیا ہون مین نہ آؤن گا | مری بلا سے جو تم کات کات کہاؤ ہاتہ

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہے باغ جہان مین جسکے کہ ہمت عالی | کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
لیتے ہین ہتہ شاخ ثمرور کو جہکا کر | جہکتی ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

قطعہ

کہا رنگین نے ہے دہوان میری | گو کہے یا وہین نیلی بڑی دیکہ
پہلے کچہ بڑ بڑا کے ہونٹون مین | کہا ہنسکے کہ اپنی ایڑی دیکہ

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

دوستو حق مین ترقی و تنزل اپنی | کیا کہین ہم کہ زمانے سے ہوا کیا کیا کچہ
ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضا شکنی | ایک گہٹنی مین جوانی کی ڈہا گیا کیا کچہ

شاکر تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ صاحب جنیم سلمہ ہین

کہنے لگا وہ شوخ یہ جہنجہلا کے ناز سے | دیکہا جو ہمکو اور کسی مہ لقا کے ساتہ

دو دن میں حال آپ کا کچھ اور ہو گیا ہا / ایسی خوب ہم سے ملیں تم آنے وفا کے ساتھ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

غمخوار یار کے تنہا کہتے تھے کل طپش سے / ڈرتا ہوں ہو نہ تجھکو آزار رفتہ رفتہ
دیکھا نگیسی کو کمبخت آنکھ بھر کر / کرتی ہے چشم بازی بیمار رفتہ رفتہ

غربت تخلص حکیم غلام نبی مرحوم باشندۂ رامپور شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان گذرے

جب کہا سینہ بسینہ ہو جیے اس طور سے / بیٹھے رکھتے ہیں ملا کر ہاتھ پر ہاتھ
بولے اس نازک سے چھاتی پر یہ سینہ تھہر / چاہیے تجھے یہ تجھے اتنا پر اتنا

قوس تخلص مرزا محبوب علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

صحبت اغیار میں تھے رات کو مکرین نہ آپ / ذرہ ذرہ حال ہے صاحب کا مجھپر آئینہ
منہ ہے اور ترا گال نیلے ہیں اور نکہتیں سرخ ہیں / ہو گئے شرمندہ جو دکھلا دون اوٹھا کر آئینہ

محسن تخلص میر محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر و رشک متوطن خوست باشندۂ لکھنؤ تذکرہ انکا نظر سے گذرا

صاف ہے ہر غنچہ گل پہ عروسانہ بہار / ہر چمن باغ میں عشرت کا بنا کاشانہ
دولہ گلچین ہے بنات آج کھنچی جاتی ہے / پھول مصری ہے سر شاخ دلہن کا شانہ

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

خسرو کے سر پہ وہ نہ رہا تاج خسروی / نے رہگیا وہ چتر فلک سا ہے جم کے ساتھ
کیسی اب اونکی دہوپ میں جلتی ہیں تربتیں / سایہ میں یاں پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

گھر میں بیٹھے تھے کچھ اور اس سے وہ / بولے بس دیکھتے ہی میرا منہ
ہم بھی غمگین سے ہیں آج کہیں / صبح اوٹھے تھی دیکھ تیرا منہ

ولہ

شعلۂ شمع کا حصہ نہیں نہو نفع تو اک صرف منہ پر کو دیکھ
اس قدر بھی بلند پروازی اے پتنگ اپنے بال و پر کو دیکھ

ولہ

بیدم سا پڑا تھا کوئی اوس کوچے مین اونسے دروازے مین آ جہانک کے دیکھا جو کہین یہ
اس رحم کے صدقے وہین گھبرا کے کہا ہان جا کر کوئی دیکھو کہین مومن تو نہین یہ

ردیف یاے تحتانی

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کیا ہے اونکو زمانہ نے شکل مو ضعیف ہے زیادہ تر جو ملک سے سیاہ رکھتی تھے
دلا تو دیکھ تو رنگ اونکی چشم عبرت سے کدہر گئی وہ جو جم کی سی جاہ رکھتی تھی

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

نہین ہرگز ہمین مطلوب آب خضر مبارک تجکو ہو یہ زندگانی
کہ آب خنجر قاتل سے ہر دم ہمین حاصل ہے عمر جاودانی

ولہ

خفا نامہ سے ہوتا ہے وہ قاصد مرا پیغام تو کہیو زبانی
پر آنا کب ترا دل کو یقین ہے کہ جان رفتہ ہے تو یار جانی

ولہ

کیا ہے امتحان ہمنے جہان مین کہ ہے بے قدر عہد زندگانی
موئے جب دم تو پھر کہتے ہین سب لوگ ندانستیم ما قدر فلانی

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہڈرلی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے خود نقص آپ مین نہ مرے جان نکالیے
ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے + مژگان نہو تو خنجر بران نکالیے

امیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

بد مزاج آپ اگر ہین تو ہمین بھی کیا کام
بے اجل جان سے کھویا ہمین دو باتون مین
خوش رہو خوش رہو صاحب یہ رکھائی کیسی
ہو مسیحا تو یہ اعجاز نمائی کیسی +

وله

اتنا کھون ظالم سے جو اوس بزم مین پہونچون
بڑھ بڑھ کے یہ عشاق سے اچھی نہین باتین
تقدیر کی تائید سے طالع کی مدد سے
کچھ خبر ہے صاحب کہ پڑے جاتے ہو حد سے

وله

ای صنم بندۂ درگاہ ہین ہم چھوٹ نہین
جاکے جنت مین بھی مانگین تری کوچےکی دعا
تجکو چھوڑین نہ اگر ساری خدائی چھوٹے
سلطنت پر نہ کبھی ہووے گدائی چھوٹے

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان عرف بھوری خان دہلوی عزیز سعادت خان بن مکرم خان شاگرد میر محمدی مائل و فرزند علی مضمون قوم افغان سے تھے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کرکے کسب باطن کی طرف مشغول ہوے تھے ان کے بیشتر مقطع مین زلف کا مضمون ہوتا ہے صاحب دیوان گذرے

کل جو بہ عمر بزم مین کر اوسکے ملنے راہ
پوچھا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش
کھنے لگا بتا نئیے ہین آپ کس سے خوش
مینے کہا ادب سے کہ جو بتکیجے عطا
ہر تہ ہین وہ جبین جبین ہوکے یون اوٹھا
فن سے کمین سے داو سے حیلہ سے گھات سے
قصہ سے داستان سے حکایت سے بات سے
دشنام سے طمانچہ سے گھونسے سے لات سے
اپنے کرم سے لطف سے اور التفات سے
اس شے سے اس شعور سے اس واہیات سے

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

ایک دن یار سے یہ مینے کہا
ہنسکے کہنے لگے کہ اے آصف
اتنو ہم طاقت و توان سے گئے
یہی کہہ کہہ کے لاکھون جان سے گئے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی فرمان رواے دہلی وصال انکا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین ہوا ہے

حال انکا مانند آفتاب عالم تاب کے روشن ہے محتاج بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

صبح او تہ جام سے گزرتی ہے ۔ شب دلارام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے ۔ اتبو آرام سے گزرتی ہے

افسوس تخلص میر شیر علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

مینے کہا جب اوس سے کہ اے یار بیوفا ۔ تجسے بہی تیرے دوستی دور و نزہی رہی
ہنسکر کہا تب اوسنے کہ بس لگ نہ مل بہت ۔ اسمین ترا اجارہ ہے جبتک رہی رہی

ولہ

مینے اوس سے یہ کہا مین رہی تک دلکو ۔ ایک ساعت بہی جو تو میری ہم آغوش رہے
سنتے ہی ہنسکے وہ یون کہنے لگے دور رہو ۔ کیون رہون تیری بغل مین مری پاپوش رہے

ولہ

کون ہوتا ہے خفا کسکو یہ الکتاب ہے ۔ آرزو تیری ہراک شخص کو ای یار رہے
ہمکو کیا کام خریدار ترا عالم ہو ۔ یا الٰہی تری نت گرمی بازار رہے

ولہ

عجب سوچ تجکو نامہ بردی شوق سی مجکو ۔ کوئی جہڑکی کوئی گالی اگر اوسکی زبانی ہے
ادا و ناز کی رسمون سے تو واقف نہین معلوم ۔ ارے نادان یہ تو عین اوسکی مہربانی ہے

ولہ

جون کہا مینے کہ اب پردہ اوٹہا و بے حجاب ۔ طالب دیدار سے منہ کا چہپانا منع ہے
سنکے ہنسکے یون لگا کہنے کہ سچ کہتا ہے تو ۔ پر ہراک کم ظرف کو جلوہ دکہانا منع ہے

التسخ تخلص متولوے عصمت اللہ حال ان کا بیشتر تحریر ہوچکا ہے

وہ ہے اور عیش و طرب ہے اور ہے دور شراب ۔ قہقہا ہے رنگ ہے اک جوشش مستانہ ہے
مین ہون اور رنج و الم ہے درد ہے فریاد ہے ۔ نالہ و شور و بکا ہے آہ بیتابانہ ہے

ولہ

او سعرفت نا ڈہوادا ہے اسرف شوق و نیاز ہے شب مہتاب مین ہون صحبت جانانہ ہے
باغ ہے ابر ڈہوا ہے اور چہائی ہے گہٹا شیشہ و جام و صراحی ہے خم و پیمانہ ہے

ولہ

جسم یون روح سے لگا کہنے تن سے جب ہوکے بیقرار چلی
چہوڑ کر ساتہ ایک عمر کا آج حیف اے جان غمگسار چلی

ولہ

جہاد وہ مایۂ تاب و توان و زیست ہی جب سے نہ طاقت تن مین ہے اپنی نہ آنکہو نمین بصارت ہے
جگر بیچین دل بیتاب جان بیصبر ہے تن مین نہ کہانا ہے نہ پینا ہے نہ سونا ہے نہ راحت ہے

ولہ

بغل مین تم جو بیٹہے ہو تو کیا ہی چین ہے دلکو نہ اب رونا تڑپنا ہے نہ وہ آنسو بہانا ہے
نہ وہ صدمہ نہ وہ ایذا نہ وہ رنجش نہ وہ غصہ نہ وہ فریاد و افغان ہے نہ اب وہ تلملانا ہے

الفت تخلص میر الفت اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✢

مجہے لپٹ کے آخر شب یار نے کہا کیا جانے اندنون کی یہ کیون رات گہٹ گئی
کمبخت آ ہوا خلل انداز خواب مین ہے ہے خروس صبح کی چہاتی نہ پہٹ گئی

ولہ

کیا منہ بنا رہی ہو اللہ ری رکاوٹ گویا کہ آشنائی گاہی نہ تہی کسی سے
لو ہاتہ جوڑتا ہون بس کیجی جرم بخشی تقصیر بہی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگہ عرف کاکاجی ولد راجہ بینی بہادر بہادر تخلص کہ ارکان دولت نواب شجاع الدولہ بہادر مین تہی شاگرد سرپ سنگہ دیوانہ شعر فارسی بہی کہتے تہے نہایت شکیل جوان تہو سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین انتقال کیا بعض تذکرہ والون نے انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکہا ہے اسپر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

دیکہ تو ہمسے رہت بازون سے تونے اختر بیچ ادائی کی

ہم سے رکھکر غبار خاطر مین ‌ جا کر اغیار سے صفائی کی
اے دل آزار تو ہی کر انصاف ‌ ہے یہی طرز دلربائی کی
عہد کیا کیا تھے اور قول و قرار ‌ آہ تسپر بھی بیوفائی کی

تجلی تخلص میر محمد حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

جانب شہر عشق آمت جب ‌ رہ تجلی یہ راہ مشکل ہے
روکے بولا کہ اب تو جاتا ہون ‌ خواہ آسان خواہ مشکل ہے

تراب تخلص شاہ تراب علی رحمۃ اللہ علیہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

چشم عبرت سے ہمنے دیکھا خوب ‌ اس جہان کا عجیب عالم ہے
یکطرف شور وغل ہے عیش وخوشی ‌ یکطرف آہ و درد و ماتم ہے
پہول ہنستا ہے اور کلی چپ ہے ‌ منہ پہ دونو کی روتی شبنم ہے

ولہ

مرگیے ہم اسی تفکر مین ‌ اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے
وائے حسرت تراب بار دگر ‌ پہر نہ آئے جو کوئی یان سے گئے

ولہ

عاشق کو نہین تاب جدائی کی زیادہ ‌ کوئی گوش گزار اوس سے یہ کر دے کسی ڈہب سے
دکہلا وے جہلک آج نکر وعدۂ فردا ‌ مشتاق ترا تشنۂ دیدار ہے کب سے

جانصاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

طوفان کے لگانے سے ہوگا نہ بیڑا پار ‌ دیکہا کسیکے ساتہ تمہا تالاب پر سجھے
وہ تو شرک تہی ہاتہ پکڑ لیتے بیدہڑک ‌ سیرا تو ڈر تہا یہ ہمارا تہا ڈر مجھے
تم پانی پانی شرم سے ہوتے اجی فقط ‌ مین ڈوب مرتے اتنی تہی غیرت اگر مجھے

ولہ

حلوائی کی دکان کی پہیتی دہ کیون کہون ‌ وزرات آسمان مٹھائی کا تہال ہے
ہے چاند اندرسا تو ستارے ہین گولیان ‌ نشاستین کرن ہین اور یہ صبح ستھال ہے

ولہ

تم ہو دانا ولایتی خانم　　بولو کیا وجہ تین چار گری
نہ گلہری نہ ہے ہوا چلتی　　خود بخود ٹوٹ کر انار گری

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ٭

بہانہ کرکے بیماری کا وہ کیا کیا کراہے ہے　　خدا نا کردہ اب اپنے تئین ہمیا ٹوالا ہے
کہ دیکھوں سنکے اسکو کون اب جیسے گزرتا ہے　　محبت آزمانے کا نیا یہ ڈہب نکالا ہے

ولہ

ہاے یہ روداد کسکے روبرو کیجے بیان　　چار دن مین جو تماشا سا دکھایا آپ نے
یعنی پہلے بے تکلف پاس ٹہلایا اور آہ　　لگ گیا جب دل تو یک بید وہ لگایا آپ نے

ولہ

اوسے تو نفرت لگی ہے اپنی صورت سے　　اور اس گمان مین سو رنج جسم و جان پہ ہے
کہ اپنے دل مین یہ اب بند بگیا ہے دلپر وہم　　خیال یار کا شاید کہ امتحان پہ ہے

ولہ

یہی ہم چپکے چپکے بہر کے آہین کہتے ہین جرأت　　بہبہو کا سا کبہو جو اسطرف وہ آن نکلے ہے
خدا رکہیو اسنتے لگی جب گلے سے آنکر ملدی　　سو سین دلکو کتنک ہاے کا فرجان نکلی ہے

ولہ

چوری چپے نہ دیکھنے پاتا تہا جو تجھے　　اب دیکہ اوسکو جان مری ہا ہی جاے ہے
یعنی کہ در تلک بہی رسائی نہین جسے　　اور وہ خوشی سے گہر مین ترے آکے جا ہی ہے

ولہ

حیرت زدہ تم دیکہکے کیون کہتے ہو مجکو　　کیا جی لگی اوس پاس کہ جو دیکھو نہ بہالے
وہ اور ہین رکھتے ہین جو منہ دیکھی کی الفت　　مرتے ہین اک بات پہ ہم جاننے والے

ولہ

اسیو جرأت کی عجب حالت ہے　　جی اوسے دیکہکے گہبراتا ہے

وہ بدم کھینچی ہے اپنے دم سرد — اشک گرم آنکھوں مین بھر لاتا ہے
بستر غم پہ تڑپتا ہے تڑپ — نہ تو مرتا ہے نہ چین آتا ہے
نیند اوڑجاتی ہے ہمسایون کی — ایسا راتون کو وہ چلاتا ہے

ولہ

نصیحت مان لو میری نہو عاشق کہین یارو — اوٹھاوگے بہت خواری بہت آزار دیکھوگے
لگے گی آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے — بہینگے اشک آنکھوں سے قطرہ خونبار دیکھوگے
مریض مانند کہو بیٹھوگے دل کو پھر بنا لوگے — بلا مین مبتلا دن رات جان زار دیکھوگے
جو آفت جو ستم جو قہر یہ تمکو دکھائیگا — چلے گا کچھ نہ چارا اور تم ناچار دیکھوگے

ولہ

مرض عشق سے یہ حال ہوا ہی کہ طبیب — اب تشفی کے لیے مجکو دوا دیتا ہے
اور صحت کی جو پوچھو تو کسے ہی اسکی — ایسے بیمار کو اللہ شفا دیتا ہے

ولہ

تہا وصل جن دنون مین تو کہتے تہے دلمین ہم — صحبت ہماری چرخ کو بھی خوش نہ آئیگی
سو خواب مین بہی اب نظر آتے نہین وہ عیش — افسوس ہے ہماری ہی اوسکو نظر لگی

ولہ

لوگ گر ہمسے یہ کہتے ہین کہ ملتے ہو جی وان — اپنے بیگانے سب اوس بزم مین ہین آئے ہوئے
دل مین تو سوچ کے اسباب کو رو دیتے ہین — کیا کہین اونسے کہ ہین ہم تو نکلوائے ہوئے

ولہ

گر کہین ہم لیکے دل تم جان کے خواہان ہوئے — جی جلا کر خاک مین ہمکو ملایا آپ نے
تو بدن جنبش مین لا کر کہتے ہین کس تاؤ سے — ہم تو ہین ایسے سے پھر کیون دل لگایا آپ نے

ولہ

یک عمر سے ہمکو دیکھنے کی — جس پردہ نشین کی آرزو ہے
سو کیا ہے غضب کہ آجتک بہی — پردے ہی مین اوس سے گفتگو ہے

ولہ

روٹھنا اوسکا وہ میرا آمنانا اب کہان
ہاے وہ لڑنا بہی اوسکا تہا غنیمت وصل مین
رو کے کہتا ہون یہی جب سے فراق یار ہے
صلح کو روتے تہے کیا اب جنگ بہی دشوار ہے

ولہ

کیا بیان کیجیے جرأت کے نہ آنیکا سبب
ہے یہ حال اوسکا کہ بستر پہ اودہر سے اودہر
کوئی بیتاب یہ کیونکر ترے در تک پہونچے
شام سے قصد کرے ہے تو سحر تک پہونچے

ولہ

دو چار قدم فرش پہ گل کے جو پہر اگل
اللہ ری نزاکت کہ وہین آتش گل کے
سو ناز و کرشمہ سے وہ دامن کو سنبہالے
گرمی سے ترے پاؤنمین اوسکی گئی چہالے

ولہ

باری کچہ جذبۂ دل نے تو اثر اوسکو کیا
منہ ترے گہر کی طرف کرکے یہ کہتا ہی وہ شوخ
اب جو آتا ہے سو فردہ یہ سناتا ہی مجہے
اسطرف کو کوئی کہینچے لیے جاتا ہی مجہے

ولہ

سنکے جرأت کا وہ ترانۂ غم
مجکو رسواے خلق کرتا ہے
بولا خوش سکو ایسا راگ لگے
اے ترے چاہنے کو آگ لگے

ولہ

دم ہونٹونپہ بیمار محبت کا ہے تیرے
یان بادہ کشی مین نہو مصروف نکر دیر
اے مست مئے ناز ذرا دیکہ تو چل کے
وان جام ہے لبریز مبادا کہین چہلکے

ولہ

ظاہر مین گو نبولے وہ شوخ لیک سبہنے
غصہ ہوا وہ گیا ہے بس وہ مین جب کسی نے
خوبونکی انجمن مین یہ آزما لیا ہے
الفت سے پاس اپنے مجکو بٹہا لیا ہے

ولہ

یار سے مین کہا کہ ترے لیے
میری آنکھون سے خون جاری ہے

مہربانی سے ہنسکے کہنے لگا — کیون تجہے اتنا رونا بہاری ہے

ولہ

ظلم کب ہمیہ روا ہے کہ ستمگر ہم تو — آپ ہی اوٹہ گئے تہے کل تری بیزاری سے
آہ پہر رہ نسکے دل کے سبب کیا کیجے — آج پہر آلے ترے کوچے مین ناچاری سے

ولہ

اپنے کوچے مین وہ عیار سنا کر یہ مجہے — کل کسی شخص سے کہتا تہا نکل کر گہر سے
رات سنتے ہین کہ لوگون نے اوسے تاڑلیا — لگ رہا تہا جو کوئی شخص کسی کے در سے

ولہ

تہا جی مین یہ کہ مجہسے مگر جاے اس لیے — مینے کہا کہ غیر سے پہر تم میان ملے
پر کیا کہون کہ اپنا سا منہ لیکے رہگیا — آنکہین ملاکے جو یہ کہا اوسنے ہان ملے

ولہ

کہتے ہین کہ مکتوب بہی ہے نصف ملاقات — ہو چین مرے دل کو خط اوسکا اگر آوے
پر اپنے نوشتہ سے یہ خطرہ ہے کہ وان سے — تیرے نہ سنانے کہین لے نامہ بر آوے

ولہ

یہ حال ہے بیمار محبت کا ترے آہ — افسوس کبہی تونے منگائی نہ خبر بہی
یعنے کہ جو غمخوار تہے اوسکے سو وہی اب — گہبرا گئے یہ کہتے ہین کہ ہے ہے کہین مر بہی

ولہ

خوشحال اونکا جو خمخانہ ہستی مین کہتے ہین — برنگ شیشہ مے کیفیت آنسو بہانے کی
کہ شکل زخم ہم آفت رسیدونکی یہ صورت ہے — نہ رونے کا مزا ہے کچہ نہ لذت مسکرانے کی

ولہ

ہن اوسکو شغل گریہ سے بہلا کچہ دل بہلتا ہے — سوا اے ہمدم کہان نوبت رہی آنسو بہانے کی
کہ خوجرأت نظر آتا نہین کچہ بستر غم پہ — گئے وہ دن بہی اب طاقت جو تہی رونے رلانے کی

ولہ

کہا جو مینے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج … کہ مول آپ نے خنجر کئی دو وہارے لیے
تو کیا کہون کہ وہ منہہ سے تو کچہ نہ بولا پر … نگاہ مین بولین کہ کشتے ہو کیا تمہارے لیے

ولہ

چلو بخشو گنہ بندے کا صاحب … بٹہاو اپنی محفل مین بلا کے
اوٹہا کر آنکہ پہر دیکہون بحسرت … تو مجکو مار ہو گردن بٹہا کے

ولہ

شب جو کل اپنے مقابل ہو گئی ناگاہ آہ … چاندنی مین ایک صورت چمکی چمکائی ہوئی
اونکے وہیں گے سے کیا مینے لپٹ جانیکا قصد … پر وہ نکلا اجنبی تو سخت رسوائی ہوئی

ولہ

گرچہ ہے وصل یار پر یار و … بیٹہیے کس طرح بے خطر کوئی
یہی دو نو طرف ہے ڈہر کا آہ … دیکہ لیوے نہ آن کر کوئی

ولہ

وائے قسمت کیا ہین طالع ہای شامت کیا کہین … گہر مین بلوایا تہا جنکو میرے باعث یار نے
سو یکایک ہو مخالف جیسے آور منکر رقیب … آہ اوسکی عاشقی کا وہ لگے دم مارنے

ولہ

پہرے ہے دور دور اے وائے وہ اب کہنگا … نہ وہ اخلاص ہے جیسے نہ ربط آشنائی ہے
نظر یہ لگ گئی اونکی جو اونکی وصل مین ہمکو … کہا کرتی تہی لو نہ اتبو آپہی کی بن آئی ہے

حسرت تخلص مرزا جعفر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

صفا و خوبی رخسار آتش رنگ کو تیری … نہ تنہا جب سے دیکہا ہے فقط آئینہ حیران ہے
ادہر خونین جگر ہے لالہ پہ داغ حسرت سے … ادہر سنبل کو دیکہا زلف کا تیری پریشان ہے
غرض جتنے عروسان چمن ہین تیری والہ ہین … گل و غنچہ و بندی قمری و بلبل ثناخوان ہے
سوا اسکے جو کوئی دیکہتا ہے تجکو کہتا ہے … فرشتہ ہے پری ہے حور ہے غلمان ہے انسان ہے

نہین آیا ہے اس نقشہ کا چہرہ دیدہ مین آگے
فرض جب عقل ہوجاتی ہے حیران تب یہ کہتی ہے

فلک سے کیا زمین کی اوپر آیا مہرتابان ہے
کہ حق کا پرتو ہے جسکا یہ جلوہ نمایان ہے

ولہ

گئے ہم اتفاقاً رات حسرت کے مزار اوپر
تعجب ہمکو آیا کھول کر دیکھا جو مرقد کو
مگر یک راکہ کا تودہ پڑا ہے اور اوسمین سے

جو دیکھا تو بشدت آتش سوزان فروزان ہے
نہ جسم و پوست باقی ہے نہ نام استخوان وان ہے
پیاپے شعلے اوٹہتے ہین اور یک انگر سا نہان ہے

ولہ

تم جو کہتے ہو کہد و حسرت سے
آپ کا اسمین کیا بگڑتا ہے

آہ و فریاد یان کیا نہ کرے
درد دل کی کوئی دوا نکرے

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

مدت سے ہوا تہا گم پہلو سے ہمارا دل
سو جان بہی وان اپنی کہو آئے ہم ای یارو

کوچہ مین خبر پاکر ہم اوسکے گئے لینے
کیا پوچہو ہو اور اولٹی لینے کی پڑی دینی

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

پڑی رات داد و ستد کچہ عجب
لگاتے ہی بس لب سے لب جی دیا

جو بوسہ کو اوس شوخ سے جا اڑے
حسن اور لینے کی دینی پڑی

ولہ

یہ جو عالم کے دلمین پہرتے ہین
پہر کہان ولولے جوانی کے

رات دن مجکو دہیان انکا ہے
یہ تقاضا بہی اپنے سن کا ہے

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد مرزا سنگہ دیوانہ پیشتر اضلاع صوبہ بہار مین
رہتے تہے شعر اچہا کہتے تہے بہار مین مارے گئے قاتل کو بہی ساتہ لیگئے

کہا مینے جو میرے گہر چلیے
تیوری کو چڑہا لگا کہنے
مجہسے کہتا ہے میرے گہر چلیے

اسمین کچہ کم نہو گی محبوبی
رہ و رسم ادب تو سب ڈوبے
دیکہیو اختلاط کی خوبی

وله

ہنسے حیران کو جو دیکہا رونے   لگے دو کہنی کی گہات مری
اونکی خدمت مین ادب سے مینے   مرض کی دیکہی کرامات مری
مین نہ کہتا تہا کہ دل آپ ندین   بندگی قبلۂ حاجات مری

درد تخلص حضرت خواجہ میر قدس سره حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے + +

یہی پیغام درد کا کہنا   گر صبا کوی یار مین گذرے
کونسی رات آن ملیے گا   دن بہت انتظار مین گذرے

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے + +

کہون ای ذوق کیا حال شب ہجر   کہ تہی اک اک گہڑی سو سو مہینے
تہی شب ڈہال رکہا تہا ایک اندہیر   مری بخت سیہ کی تیرگی نے
تب غم شمع سان ہوتی تہے کم   اور آڈتے پسینون پر پسینے
یہی کہتا تہا گہبرا کر فلک سے   کہ او بے مہر بد اختر کمینے
کہان مین اور کہان یہ شب مگر تہی   مری جانب سے تیری دلمین کینے
سواس ظلمت کے پردہ مین کیے ظلم   ارے ظالم تری کینہ وری نے
عوض کس بادہ نوشی کے مجہے آج   پڑے یہ زہر کے سے گہونٹ پینے
حواس و ہوش جو مجہسے قرین تہے   تڑپنے سے ہوے سب بے قرینے
مری سینہ زنی کا شور سنکر   پہٹے جاتے ہین ہمسایونکے سینے
اوٹہایا گاه اور گاہے بٹہایا   مجہے بے تابی و بے طاقتی نے
کہا جب دل نے تو کچہ کہا کہ سوره   بہت الماس کے توڑے نگینے
نہ ٹوٹا جان کا قالب سی رشتہ   بہت سی جان توڑی جانکنی نے
بہت دیکہا نہ دکہلایا ذرا بہی   طلوع صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے مجہے یہ ہجر کی رات   یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے
لگے پانی چوانے منہ مین آنسو   پڑہے یاسین سرہانے بیکسی نے

اگر دن عمر کی تھوڑی سی باقی — نگار کی تھی میری زندگی سے
کہ قسمت سے قریب خانہ میرے — اذان مسجد مین دی بارے کسی نے
بشارت مجھکو صبح وصل کی دی — اذان کے ساتھ مین و فرخی نے
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر — کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی سے
موذن مرحبا بر وقت بولا — تری آواز مکے اور مدینے

ولہ

ای ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتایئے — معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو سکید نیسے ابہی نہ چھپا کی تم — دابے ہوئے بغل مین صراحی شراب کی

ولہ

تو بھلا ہے تو برا ہو نہین سکتا ای ذوق — ہے برا وہ ہے کہ جو تجکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے — کیون برا کہنے سے تو اوسکی برا مانتا ہے

ولہ

مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا — کہ رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے
ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا — لیوے اسطرحسے زانو کی تلے داب مجھے

ولہ

قدم سنبھال کے رکہ راہ عشق مین ای ذوق — گزرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے
جو کوئی آبلہ پاے مور بھی ہے تو وہ — ترے ڈبونے کو وہ بھی تنور طوفان ہے

راسخ تخلص شیخ غلام علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

راسخ کو کوئی حسرت عشقی نہین صاحب — آلائش خواہش سے دل اوسکا تو بری ہے
اب مٹتے ہے خواہندہ اک جنبش دامن — وہ مضطرب الحال چراغ سحری ہے

ولہ

شرف میکدہ بیان کیا ہو — یہان کی رند افضل زمانہ ہوئے
غم شریف حرم کو یہ ہے کہ حیف — نہ گداے شراب خانہ ہوئے

ولہ

وقت چلنے کی ملاقون کی خلش تازہ ہی … اس لیے جی کو ہراک سے شے اوٹھایا ہمنے
خواہشین جمع تہین دلمین سو کیا اونکو تمام … لوح سے آگے ہے اسباب لٹایا ہمنے

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری اور حال انکا معلوم نہوا +

آہ کیا دن تہے کہ ہم ساتہ ترے اے گلرو … دو قدم چلکے خیابان کے تلے بیٹہ گئی
اب یہ حالت ہے کہین جیب کے تری کو ہمین … ہین گنہگار جو ایوان کے تلے بیٹہ گئے

رند تخلص لالہ کہیم نراین کہتری دہلوی نبیرہ راجہ لچہمی نراین مہاراجہ تکیت رای کے رفیق تہے طب مین اچہا دخل رکہتے تہے بیشتر فارسی کہتے تہے کلکتہ مین بہی آئے تہے آخر ایام مین ہوگلی مین سکونت کی تہی

نالۂ طنبور دچنگ اے اہل غفلت تم سنو … گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے سزا اونکی کہ روز و شب وہ پاتے گوشمال … راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

سنیو یہ سانحہ بہی ہے یارو شنیدنی … لے لیکے خط مرے جو گئے نامہ بر گئے
کہتا ہے کیا وہ شوخ کہ جیتے ہین رند کیا … مدت ہوئی کہ مینے سنا تہا وہ مر گئے

ولہ

اب تک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ … ہرچند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ رند سے یہ توقع نتہی سبہجے … کیا کیا کہا نکرتے تہے پر کچہ نکر گئے

ولہ

بہاگون کس سمت کو ٹوٹے ہوئے ہین پای گریز … ہاتہ دہوکر مرے پیچہے ہین طرحدار بڑی
اکطرف سے ہے کیا ناز و ادائے تر غہ … اکطرف لوٹ ہین اپنے ہین یہ دوچار پڑے

ولہ

لاکہ بار اوسطرف سے گزرا تو … دفن جسجا شہید الفت ہے
فاتحہ درکنار یہ نہ کہا … مرگیا کون کسکی تربت ہے

ولہ

کیا کہون دل پہ کیا گذرتا ہے　　جب یہ تحریر یار کرتا ہے
آج فرصت نہین کل آ لمین گے　　تو عبث انتظار کرتا ہے

ولہ

یہ ناوک افگنی ہے فقط میرے دم تلک　　پچتائیگا آپ بہت مجکو مار کے
ترکش کمر سے کہول کے پہینکوگے میرے بعد　　رکہدوگے تم کمان سی چلہ اوتار کے

ولہ

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز　　بس اب عذر بیجا ہین سارے تمہارے
مین سب سن چکا ہون ندو مجکو چہینٹے　　جو ہین شغل دریا کنارے تمہارے

ولہ

طبیعت کا میرے کرو تم نہ دہیان　　کسی اور سے اب بہل جائیگی
نہین رہنے کا بعد چندے یہ حال　　سمہلتے سمہلتے سمہل جائیگی

ولہ

شب وصال کا کیا ماجرا بیان کرون　　نہو چہپے یہ حقیقت عجیب حال ہوئی
سوال کرتے تو کر بیٹہا اونسے بوسیکا　　مین زرد ہوگیا غصہ سے وہ جو لال ہوئی

ولہ

مرے ساتہ سوتا نہین یار آکر　　اسی بات کا نام رونا پڑا ہے
پلنگ ایک جانب کو اوندہا ہوا ہے　　کسی سمت الٹا بچہونا پڑا ہے
مسہری پہ ہوتا ہے تابوت کا شک　　یہ مرنا پڑا ہے کہ سونا پڑا ہے

ولہ

عبث بے سبب بی جہت روٹہتی ہو　　یہی تو بری خو ہے جانی تمہاری
بہلا تم ہی منصف ہو تم بولو　　وہ کیا بات تہی جو نمانی تمہاری

ولہ

نہ چھپا مجھسے کوچہ قاتل   مرگیا تو بھی میری خو نہ گئی
آب وگل مین جو تھی وفاداری   خاک بھی اوڑکے کو بکو نہ گئی

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

یک پردہ نشین دیکھکے دل نے کہا رنگین   کیا خوب ہو گر اس سے اشارات کی ٹھہرے
نوبت جو اشارات تلک پہونچی تو وہین   اوسنے یہ کہا حرف وحکایات کی ٹھہرے
جب حرف وحکایات بہم ہونے لگی خوب   بولا کہ کسیطرح ملاقات کی ٹھہرے
مدت مین ملاقات میسر جو ہوئی ہے   اب دل یہی کہتا ہے کہ اوس بات کی ٹھہرے

ولہ

حورون کے عوض مجھے الٰہی   دنیا مین تو ایک نازنین دے
کب مجکو بہشت کی ہے خواہش   دنیا ہو جو کچھ سو لا یہین دے

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

زیرک کل اک حرف کو مین شکل خستہ دل   جاتا تھا نا گہان وہ پریرو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی   کبتک رکھیگا رنج مین تو مبتلا مجھے
سنتے ہی درجواب یہ بولا وہ تندخو   صحبت سے تیرے رنج نہین ہے ذرا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت کے واسطے   اب نہو سکہائے تو مہرووفا مجھے

سلیمان تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف الصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب شاگرد شاہ حاتم وانشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز تھے کبھی دہلی اور کبھی اکبر آباد مین بھی رہتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اکبر آباد مین رحلت کی اور وہین مدفون ہوئے راقم نے انکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

ہاتھ جب چھاتی پہ اوسکے سینے رکھکر یون کہا   بوجھ میرے ہاتھ مین یہ جفت ہے یا طاق ہے

تب کہا ہنسکر یہ اوسنے راہ شوخی سے مجھے — ایک ہی اللہ اپنے کام مین تو طاق ہے

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا تحریر ہو چکا ہے +

اگروز سیر گور غریبان کو مین گیا — یعنی وہان بزرگون کا اکثر مزار ہے
دیکھا تو ایک گور پہ نرگس ہے سرنگون — پوچھا مین اوس سے یہ کہ تو کیون شرمسار ہے
اوسنے کہا عزیز تو نرگس مجھے نہ جان — آنکھین ہین اوسکی ہون کہ جسکا مزار ہے
جب مین کہا کہ میری طرح سرنگون ہے کیون — اور اسقدر یہ کسکا تجھے انتظار ہے
تب تو یہ اوسنے مجھسے کہا سن اے بیخبر — یہ بات تو ہر اک کے اوپر آشکار ہے
عاشق تھا ایک کافر بے پیر کا یہ شخص — ابتک اوسیکا اسکے تئین انتظار ہے
سودا مجھے یقین ہوا تب سے کہ آہ — عاشق کو بعد مرگ کے بھی انتظار ہے

ولہ

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا — ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو — باندہنا خونیہ کمر اپنے نیا مضمون ہے

ولہ

بولے ہی سنکے جو آتا ہے مرا کچھ مذکور — اوسکے آگے کسی تقریب سے گاہی گاہے
وہی سودا ہے نہ کوچے مین ہمارے جو شخص — نظر آجاے ہے باحال تباہی گاہے

ولہ

اس مین حیران ہین کیا جسسے ہوئی ہو تقصیر — قتل کرنے کے لیے پہرتے ہو تیار ہوئے
تیغ خونریز بکف خنجر بران بمیان — ہر گہڑی سامنے آجاتے ہو خونخوار ہوئے
گر اسی مین ہے خوشی دلکی تمہاری تو خیر — ہم بہی راضی ہین کہ اس جینے سے بیزار ہوئے
پہیر کیا ڈہیل ہے سنتی ہی تو ہو بسم اللہ — کہینچکر تیغ کو آجاؤ ستمگار ہوئے
ورنہ دل کہول کے لگجاؤ گلے سے پیارے — گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوئے
اتنے ہی بات کے کہتے ہین کہ آ بوسہ دے — آہ اے وائے جو ایسے ہی گنہگار ہوئے
توبہ کرتے ہین قسم کہاتے ہین سنتے ہو تم — پہر نہین کہنے کے آگے کو خبردار ہوئے

سوز تخلص محمد میر حال انکا مختصر تحریر ہوا ہے

جز تری خاک در اے دوست بہ کعبہ — دل مین ہو گر ہوس عزت وجاہ ہے گاہ ہے
نہ شفاعت ہو پیمبر کی نہ تیرا دیدار — ہو جو فردوس برین پر بھی نگاہ ہے گاہ ہے

ولہ

ایک نے سوز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے — اب بھی ملتے ہو بدستور کہ گاہے گاہے
دیکھکر منہ کو گھڑی ایک اور پھر کر دم سرد — یون اشارے سے بتایا سر راہے گاہے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی باشندہ تہانیسر مقیم دہلی اشعار انکے مزیدار ہوتے ہین صاحب دیوان گزرے

دیکھا عجب تماشا طرفہ کیا نظارہ — گزرا جو صبح گاہان مین صحن گلستان سے
یعنی کہ ایک بلبل بیٹھی تھی شاخ گل پر — رنگ چمن دوبالا تھا اوسکی داستان سے
جون سوز سوز درد اشعار میر لب پر — گویا خبر وہ دیتی تھی سوزش نہان سے
اوسکے سخن مین ہمدم کیا کچھ بھری تھی گرمی — گویا کہ آتش دل تھی شعلہ زن زبان سے
گہ نالہ و فغان سے عالم کو پھونک دینا — گہ دل ہی دل مین جلنا آہ شرر فشان سے
گہ فصل گل سے شادان کوتاہ بینیون سے — گہ پیش بینیون سے غمگین تھے وہ خزان سے
اوسکو سمجھکے اپنا ہمدرد و ہم مصیبت — پوچھا یہ مینے اوس سے تو کہہ تو کچھ زبان سے
کیا حال ہے کہ تیرے وہ زمزمے نہین ہین — اندوہ گینیان ہین ظاہر تری فغان سے
کہنے لگے کہ جو جو میری حقیقتین ہین — سو گفتنی نہین ہین کیا فائدہ بیان سے
لیکن نہین مناسب بالکل ہی چپکے رہنا — اب راز دل چھپاؤن اور تجھسے رازدان سے
میری یہ ہے حقیقت میرا یہ ماجرا ہے — یعنی کہ خستہ دل ہون اور تنگ اپنی جان سے
نے بیٹھنے کی جا ہے نے رہنے کا ٹھکانا — آزردہ ہون زمین سے آشفتہ ہون زمان سے
انکے تو جور سہتے اک عمر ہو گئی ہے — صیاد سے گلا ہے شکوہ نہ باغبان سے
اب تو اک اور تازہ آفت ہے سر پہ نازل — یعنی بقول میر دل خستہ آسمان سے
جب کوندتی ہے بجلی تب جانب گلستان — رکھتی ہے چھیڑ میری خاشاک آشیان سے

قطعہ منتخب

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ ولد مرزا علی خان لکھنؤ کے معززون مین تھے

مری سر کی قسم اخفا نکرنا — ترا دل کیا کسی پر مبتلا ہے
کہ رہتی ہے تری اب چشم خونبار — گریبان تا بدامن پھٹ رہا ہے
اوڑا ہے رنگ رو میری طرحسے — برنگ زعفران چہرہ ہوا ہے
حیاسے گو نہین کہتا تو مجھسے — ولے تحقیق مجھپر ہو گیا ہے
کسی بیدرد خود ایسے سے شاید — تمہارا بھی کہین اب دل لگا ہے
لگا کہنے نہ کر طوفان سوزان — وہ ایسا شہر مین کہ کونا ہے
کہا مینے بہلا صاحب نہین تو — تمہارا حال اب یون کیون ہوا ہے
الم ہے غم نصیبون کی طرح سے — نہ وہ فرحت نہ وہ اب چہچہا ہے
زبان پر شعر جاری درد کے ہین — کبھی ہنسنا کبھی رونا یہ کیا ہے

شاکر تخلص محمد شاکر مرحوم شاگرد محمد علی حشمت اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا — جو اونپہ گذرنی ہے گذر لے
گلچین تجھے کیا تری بلا سے — گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

شیفتہ تخلص نواب محمد مصطفی خان بہادر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

ہم جو تحریک ناتوانی سے — قصہ ہاے ستم سنانے لگے
ہنسکے کہنے لگے کہ ہان سچ ہے — تم مرے ناز کیون اوٹھانے لگے

ولہ

شیفتہ وہ کہ جسنے ساری عمر — دین داری و پارسائی کی
آخر کار مے پرست ہوا — شان ہے اوسکی کبریائی کی

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت ابن مرزا خورد بہادر نبیرۂ مرزا معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرۂ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی کا لکھا ہوا ہے کہ عبارت اوسکی اسپر شاہد گواہی دیتی ہے

ہمنشین لطف شب وصل تو تہا ہی کہ سبھی — یہ گمان تہا کہ رہی کچہ نہ تمنا باقی
پر کہون کیا دم رخصت جو مزا تہا کہ مرے — دل مین ارمان ہے اوس لطف ادا کا باقی
رات بہر جاگنے سے نیند کا آنکہون مین خمار — اور کچہ کچہ اثر نشۂ صہبا باقی
بہینی بہینی سی وہ رنگت وہ پریشان ترکیب — لب پہ بدرنگ سا کچہ پان کا لاکہا باقی
آنکہ کے دورون مین کم کم سی وہ سرخی کی نمود — تہوڑا تہوڑا سا اک اندازسے سرما باقی
ایک ایک گام پہ بل ہوئے کمر مین سوسو — کانٹا نشاق نزاکت سے وہ رستا باقی
اب نہ وہ شب کا مزا اور نہ وہ صبح کا لطف — رہگیا اک کف افسوس کا ملنا باقی

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد میر غلام حسین بلگرامی سادات رضویہ سے تہے آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکہنؤ کو گئے تہے ہزل و فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر راقم سے گزرا

پوچہا صاحبقران نے جا دی سے — تیرے نیچے یہ غار سی کیا ہے
ہنس کے بولے کہ دیکہلو صاحب — ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور کچہ حال معلوم نہوا

تربت صبا کی دیکہی کل رات دور سے جو — آئے نظر مجہے وان شمع و چراغ کتنے
جاکر جو آج دن کو دیکہا کیا تفحص — اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص میر وزیر علی لکہنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

یا رب اللہ رے ترا عالم — دیکہ یہ داغ دل مین کسکا ہے
باہر وا و رہی ہین دنیا مین — یون فلک پر دماغ کسکا ہے

صغیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغۂ آبکاری ضلع مونگیر باشندۂ بلگرام مقیم آرہ ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی

سحر سے اور فارسی مین مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لی ہے
صاحب دیوان واردو قصہ بوستان خیال ومثنوی اعجاز کلیم ہین راقم کے احباب
مین ہین شعر اچہا کہتے ہین

غیرون سے بگڑ چلے ہے اون سے — اب اونکو بہی چاہ ہے ہماری
کچہ روزون مین دیکہنا کہ ہر بات — حسب دلخواہ ہے ہماری
کہتے ہین جسکو وصل کی شب — انشاء اللہ ہے ہماری

طالب تخلص حافظ شبراتی مرحوم باشندۂ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق
علوم عربی وفارسی مین دخل معقول رکہتے تہے شعر بہت خوب کہتے تہے اعمای
مادرزاد تہے معماکے سمجہنے مین استاد تہے صاحب تذکرۂ گلشن بیخار نے
جوانکا نام حافظ طالب لکہا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے ✢ ✢

تم کہلے بندون چلے آئے مری محفل مین رت — مین بہی کہیل کہیلا تہا بس کچہ ہاتہا پائی ہوگئی
مین ہی کچہ ملزم نہین تقصیر بان دونو کی ہے — بیوقوفی تمسے مجہسے بے حیائی ہوگئی

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

سن ای ہمدم گیا تہا دیکہنے کو در پہ مین اوسکے — مرے آواز کو سنتے ہوئے وہ گہر سے نکل نکلے
یہ منہ پاکر جو بولا مین کہ چلیے بندہ خانے مین — توکیا کہتے ہین لو بس تم تو اتنے ہی مین چل نکلے

ولہ

مینے جو کہا جی مین ہے اب بوسونکی مارے — گر ڈالون تری چاہ زنخدان کے ٹکرے
تب ہنسکے لگے کہنے یہی آپ سے ہوگا — کہانا نمک اور کرنا نمکدان کے ٹکرے

ولہ

نقش پا کی تلاش کا اوسکے — جب طپش کو خیال آتا ہے
داغ دل کا چراغ ہاتہ مین لے — رات کو اوس گلی مین جاتا ہے
اسمین وہ شمع و اگر اوسکو — روزن در سے دیکہ پاتا ہے
گہر کے لوگون سے تب وہ بولکے یون — اپنی آواز سے سناتا ہے

کوئی بلا کر اوسے چراغی دو ۔۔۔ نقش بندی فقیر جاتا ہے

ولہ

طپش اب بیچتا ہے دلکو اپنے ۔۔۔ بہا اس جنس کی کی بوسہ پر ہے
ہوئے ہین خوبرو کتنے خریدار ۔۔۔ شناسائی مین جن جنکو نظر ہے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار ۔۔۔ ولے اپنا ارادہ بیشتر ہے +
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہاری ۔۔۔ کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
تو اب اس سے بھی کچھ نہ بیچے زیادہ ۔۔۔ یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے

ولہ

کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن ۔۔۔ نہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکنی ہے
لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون ۔۔۔ اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی یہ چمکتی ہے

ولہ

ہوا کچھ تو محبت کا اثر اوسکو کہ سنتے ہین ۔۔۔ طبیعت نے جو دی تکلیف اوسے کل سیر بستانکی
نظر کر بید مجنونکی طرف حسرت سے کہتا تھا ۔۔۔ کہ اس مین شکل کچھ کچھ ملتی ہی اوس صورت بانکی

ولہ

نہ آشنا ہے کسیکا طپش نہ کوئی دوست ۔۔۔ عبث ہر ایک سے دل بستگی رہی میری
یہ حال ہجر مین ہو ہو گیا مرا لیکن ۔۔۔ کسی نے آن کے اک دن خبر نہ لی میری

ولہ

تری تلاش مین آوارگی سے لیل ونہار ۔۔۔ نہ پوچھ یہ شکل ہے جو کچھ کہ اب بنی میری
کٹی ہے وادی ریگ روان ہے طے کرتے ۔۔۔ برنگ شیشۂ ساعت یہ ہر گھڑی میری

ولہ

مین تو ناحق یہ قصہ کہ کہکر ۔۔۔ تم سے کہتا ہون مدعا سمجھے
رفتہ رفتہ کبھی سمجھ لوگے ۔۔۔ ابھی تو آپ کی بلا سمجھے

ولہ

غیر سے باتین کرے اوسکو طیش — کل جو مینے کہا بھلا سمجھے
وہین پھر بول اوٹھا ڈھٹائی سے — بارے فرمائیے تو کیا سمجھے

ولہ

کہا مینے جو کل اوسکو کہ سنتے ہو میان صاحب — بلا سے ہم بھی ایسا جانتے تو بیوفا ہوتے
تو سنتے ہی لگا کہنے کہ چہ خوش تقلید کی خوبی — بھلا بالفرض گر تم بیوفا ہوتے تو کیا ہوتے

ولہ

فصل بہار آئی گلشن مین چلو طپش ٹک سیر کرین
شاخ پہ گل کے ہے مترنم ہر اک مرغ گلستانی
لی ہے جنکی اوج ہوا پر بول یہ اوڑتے جاتے ہین
تم ورنا تم درنا درتم دیم تتنا ورتا د ا نی

ولہ

کل کسی نے جو کہا اوس سے طپش نے پیارے — دیکھ بھیجا ہے ترے پاس یہ پیغام مجھے
کہ کسی دن بھی ملے گا تجھے کام دل زار — یا کہ منظور ہے رکھنا یون ہی ناکام مجھے
تو لگا کہنے کہ صاحب تمہین معلوم نہین — اب تو مدت ہوئی اوس سے نہین کچہ کام مجھے

ولہ

کیا کہون حال طپش کو تجھسے اے نازک دماغ — مت سن اس مضمون کو یہ قصۂ جانکاہ ہے
صبح سے تا شام یا رونا ہے یا ہے بیکلی — شام سے پھر صبح تک یا نالہ ہے یا آہ ہے

ولہ

آہٹ قدم کی پاکے کہا شبکو کون ہے — مینے کہا کہ کوئی نہین یہ غلام ہے
سنتے ہی خشمگین ہو لگے کہنے واہ واہ — گھر جائے کیا غلام کا اسوقت کام ہے

ولہ

بوسہ لیتے ہوئے کل اونسے جو پوچھا مینے — سچ کہو کچہ تمہین بھی اس مین مزا آتا ہے

لگے کہنے کہ طیش سن تو مین یہ حیران ہون | مجھے کچھ اور بھی ان باتون سوا آتا ہے

ولہ

ہر طرف آج ہے بسنت کی دہوم | سیر مین ہے ہر اک تماشائی
گھنتے گلرو جو ہین بسنتی پوش | دل مین کہیتی ہے جنکی رعنائی
کہتے ہین آن کر مجھے ہنس ہنس | دیکھکر میری ناشکیبائی
ہو مبارک تمہین جنون طپش | پھر نئی رت نئی بہار آئی

ولہ

کیا بیان کیجے شرارت آہ اوس عیار کی | تہر ہے آفت ہے ظالم ہے بلا انگیز ہے
تیزی مژگان کی تعریف اوسکے جب کرتا ہون | طعن سے کہتا ہے مجکو تو بھی کتنا تیز ہے

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

رقم شوق کو مرے قاصد | نہ کسیکو دکہا کے لے جاے
کہین لپا نہو مرے خط کا | کوئی مضمون اوڑا کے لے جاے

ولہ

گلی مین یار کے ہم آج شب کو اے ہمدم | بتائین کیا کہ کدہر سے گئے کہان سے گئے
صبا کی طرح سے آنکھو نہین سبکے ڈال کی خاک | نظر بچا کے ہر اک وہان کی پاسبان سے گئے

عزیز تخلص بہکاری لال دہلوی شاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ +

آرام وصل و ہجر مین ممکن نہین ہمین | یون ہی ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھی
اب ہجر ہے تو حسرت دیدار لی ہے جی | جب وصل تھا تو کشتۂ تیغ نگاہ تھے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبر آباد مسکن دہلی طبیعت انکی نہایت دشوار پسند ہے اشعار فارسی ان کے ظہوری ترشیزی اور میرزا عبد القادر بیدل کے اشعار کے ہم پہلو ہوتے ہین اور اشعار اردو رتبہ بلند رکہتے ہین اوائل مین اردو غزل مین اسد تخلص کرتے تھی بڑا عرصہ گذرا

کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا
کلیات انکا نظر سے گذرا

پھر کھلا ہے در عدالت ناز
گرم بازار فوجداری ہے

ہو رہا ہے جہان مین اندھیر
زلف کی پھر سرشتہ داری ہے

پھر دیا پارۂ جگر نے سوال
ایک فریاد و آہ و زاری ہے

پھر ہوئے ہین گواہ عشق طلب
اشکباری کا حکم جاری ہے

دل و مژگان کا جو مقدمہ تھا
آج پھر اوسکی روبکاری ہے

ولہ

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل
زنہار اگر تمہین ہوس ناو نوش ہے

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی
مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

یا شبکو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط
دامان باغبان و کف گلفروش ہے

لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین
نے وہ سرور و سور نہ جوش و خروش ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہگئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

ولہ

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشین
اک تیر میرے سینے مین مارا کہ ہائے ہائے

وہ سبزہ زار ہای مطرا کہ ہے غضب
وہ نازنین بتان خودآرا کہ ہائے ہائے

صبر آزما وہ اونکی نگاہین کہ حف نظر
طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہائے ہائے

وہ میوہ ہاے تازہ و شیرین کہ واہ واہ
وہ بادہ ہاے ناب گوارا کہ ہائے ہائے

ولہ

ہے جو صاحب کی کف دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے

خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہیے

مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیے
حرز بازوے شگرفان خود آرا کہیے

مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے

خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکھیے
سر پستان پریزاد سے ماتا کہیے

اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجے
نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیے

وضع مین اسکو اگر سمجھیے قاف تریاق
رنگ مین سبزۂ نوخیز مسیحا کہیے

صومعہ مین اسے ٹھہرایئے گر مہر نماز
میکدے مین اسے خشت خم صہبا کہیے

کیون اسی قفل در گنج محبت لکھیے
کیون اسی نقطۂ پرکار تمنا کہیے

کیون اسے گوہر نایاب تصور کیجے
کیون اسے مردمک دیدۂ عنقا کہیے

کیون اسے تکمۂ پیراہن لیلے لکھیے
کیون اسے نقش پئے ناقۂ سلما کہیے

بندہ پرور کی کف دست کو کیجے دل فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

غفلت تخلص اخوند غفلت باشندۂ رامپور خواہر زادہ کرم خان کرم شاگرد حافظ شبراتی طالب انکے بیشتر اشعار مین موت کا مضمون ہوتا ہے شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

سکندر آئے نہین تھاتے جو تا لب گور
صدا یہ کانین آئی دہان تربت سے

بس اب نکیجے گام ورس سے پیمائش
یہان نکلے ہوگی مساحت جریب قامت سے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

دہن کے وصف مین حیران ہین تیری نکتہ [illegible]
کمر کا کیا کوئی مضمون تری اے سیمبر باندہے

دہن کی فکر اوس سے کرے جسے شوق عدم ہووے
وہ مضمون کمر باندہے جو مرنے پر کمر باندہے

فغان تخلص مرزا اشرف علی خان کوکہ حال ان کا پیشتر تحریر ہوا ہے

تنہا اگر مین یار کو پاؤن تو یون کہون
انصاف تو نے چھوڑ مروت اگر گئی

آخر فغان وہی ہے اوسے کیون بھلا دیا
وہ کیا ہوئی تپاک وہ الفت کدہر گئی

مجھسے جو یون چھٹے تو تو ہر حال شکر ہے
یون بھی گذر گئی مری وون بھی گذر گئی

ولہ

کل دیکھتا ہون کیا کہ سر راہ ایک شخص — کہنے لگا فغان نہین شاکی تو یار سے
مین یہ دیا جواب کہ سنتا ہے ای عزیز — ہے دور مرتبہ مرا صبر و قرار سے
خانہ سخانہ یار کا کرتا گلہ ہیر و ن — یہ تو نہٹ بعید ہے میرے شعار سے
مین وہ ہون عندلیب کہ گلزار دہر مین — مجکو غرض نہ ایک سے ہے نے ہزار سے
تنہا نہ گل ہی دیکھکے دل باغ باغ ہے — انکھین بہی لگ رہی ہین مری نوک خار سے

قائم تخلص محمد قیام الدین مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

رات اوس سے کہا مین کہ تری کو چمین پیارے — قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے
کیا ہو جو تنک سنلی تو احوال کو اوسکے — بولا کہ تری فہم سے یہ بات عجب ہے
ہو ایک ستم کش تو کوئی داد دے یان تو — لے صبح سے تا شام یہی شور و شغب ہے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

کہا مینے قاتل سے قدرت کو ظالم — تری تیغ سے ہے جگر آزمائی
لگائی نہ ایسی کہ ہو کام اوسکا — مین دیکھی تری بس ہنر آزمائی
سسکتا ہی چھوڑا اوسی خاک و خون مین — کہ تیغ ستم اور یہ آزمائی
لگا کہنے مت بول تو ذوق سیرا — صد ہر آزمائی او دہر آزمائی

ولہ

قدرت ٹک کھول چشم عبرت — گر فکر سراغ رہروان ہے
جو نقش قدم ہے اس زمین پر — آئینۂ حال رفتگان ہے

ولہ

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تہی مجہے — کیا ہی ملک وم ہے کیا سرزمین پر دس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل اودہر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہووے گلگون کا دور — شب ہوئی تو ناہر و یون سے کنار و بوس ہے
سنتی ہے عبرت یہ بولی ایک تماشا مین تجہے — یہ چل دکھاؤن کیا تو اپنے آز کا محبوس ہے

لیگئے یکبارگی گورغریبان کی طرف ۔ جس جگہ جان ہمتنا سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکہلا کر مجہے کہنے لگے ۔ یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاوس ہے
بوجہ تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج ۔ کچہ بہی انکے ساتہ غیر از حسرت و افسوس ہے

کامل تخلص مرزا کامل بیگ اور کچہ حال انکا معلوم نہوا

مژگان سے کہ کہچے دل ابرو کرے ہی نگر ۔ یہ بات اوس سے کہکر جب بیٹہے دادچاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہو وے خالی ۔ تلوار پہر نہ کہینچے تو کیا کرے سپاہی

مجروح تخلص مولوی حافظ حمید النبی باشندۂ رامپور خلف مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رقت برادر خورد و شاگرد مولوی حافظ رشید النبی وحشت اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی کے علوم فارسی و عربی مین اچہا دخل رکہتے ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر پر مضمون و آبدار کہتے ہین کلکتہ مین بہی آئے تہے کئی برس ہوئے کہ وطن کو چلے گئے راقم کے دوستون مین ہین

اوس سرمہ و گیسو و مسی سے ۔ کوچہ ترا دشت کربلا ہے
پیاسون کے لیے ہی سرخروئی ۔ جوہر دم تیغ نے کیا ہے
ہے راکب ذی الجناح یہ دل ۔ ناوک جو ترا جدا ہوا ہے
مژگان ہے تری ادہر صف آرا ۔ گیسو سے اودہر ستم بپا ہے
حملہ یہ ہے حملہ شامیون کا ۔ تنہا کا صفون کا سامنا ہے
نرغے مین وہ نازش و ادا کی ۔ سید کے بقول کہ رہا ہے
اے لشکر شام گیسوے یار ۔ سادات کا قتل کب روا ہے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہر چند ہے اوسکی ہر ادا شوخ ۔ منظور جو اپنا اک صنم ہے
پر دانتون تلے زبان دبانا ۔ بید ادبے قہر ہے ستم ہے

ولہ

اندازین نگاہ مین مارا پڑا کوئی ۔ گردن کسیکی تیغ تغافل سے کٹ گئی

ذرات اس گلی مین یہی ماجرا رہا
کب عاشقونکے درسے تری بہیر چہٹ گئی

وله

غنچۂ گل کی یہ چولی سکی دیکہ
ہاے دیکہی نہین اونہون نے تکمہ

عقل بہولی ہے عندلیبون کی
وضع ڈہلی کی جامہ زیبون کی

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نوہد و میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تہی لکہنؤ مین جاکر مذہب امامیہ اختیار کیا تہا کلکتہ مین آکر سنہ بارہ سو آٹہ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تہے اشعار فارسی اونکے قریب ڈیڑہ لاکہ کے ہونگے

کہڑے رہیے جو اونکے بزم مین تو یون لگے کہنے
جو اپنی بات سنکر بیٹہ جا مین تو لگے کہنے

دکہاتا ہے یہ اپنے پانون کیون ناحق کہڑا تہہ
نہی سے کہتے ہی اکبات کے بس آ بیٹہے

منحور تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان ریختی مین دوگانا تخلص کرتے ہین حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

سو بہانے تہے گر آتے تو ہزارون تہے بہانے
اے منعم شبکو جو آنے کا ارادہ ہوتا

لاکہ صورت سے ابھی بات بنائی ہوتی
تم نہ رکتے کبہی مانع جو خدائی ہوتی

وله

کل اونسے جو محفل مین کہا مینے کہ غافل
سنتے ہی لگے کہنے وہ منحور یہ ہون سے

بےجینے کی تجہے غم سے ترے مر گئے لاکے
لو اور سنو یہ بہی ہوئے جا بجنے والے

وله ریختی قطعہ

راتکو اک نگوڑے نٹ کہٹ نے
مہیان لین گلے سے لپٹا کے
قسمین کہین ہزارون قسمین دین

صحن مین پاکے بے حجاب مجہے
پہر لیا زانو پر وہن داب مجہے
کرکے چہوڑا مگر خراب مجہے

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

اک شخص مجھی سا تھا کہ تھا تجھ پہ عاشق	وہ اوسکی وفا پیشگی وہ اوسکی جوانی
یہ کہکے ہین رویا تو لگا کہنے نہ کہ میر	سنتا نہین ہین ظلم رسیدونکی کہانی

ولہ

ترا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے	چاہیے یون جو فی الحقیقت ہے
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ	واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

ولہ

مین بے نوا اڑا تھا بوسے پہ ان لبون کے	ہر دم یہی صدا تھی دے گزرو نال کیا ہے
پر چپ ہی لگ گئی جب ان نے کہا کہ کوئی	پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

آج گو اے مہ جبینو شغل ہے تمکو یہی	چہرہ ہے آئینہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے
جائے آئینہ ہے کل آئینۂ زانو جدا	اور عوض شانہ کے ٹکڑے استخوان شانہ ہے

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

مین سمجھتا تھا کہ وہ خوش ہونگے	میرے مرنے کی جو شہرت ہوگی
غیر سنتے ہی ہوا شادی مرگ	خاک اب اونکو مسرت ہوگی

نامی تخلص مرزا حسام الدین حیدر خان لکھنوی ولد مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق مرثیہ گو شعر انکے خوب ہوتے ہین

کیا قطع ہو توقع پہ پڑتا ہے گل اپنا	مضطر ہوئے دیکھ آئنے سر کوٹ کسو کے
ہو جاؤگے صورت سے خفا یہ کہون کیونکر	سوتے ہوئے اوٹھ آئے پہلو سے کسو کے
دل ڈہرکے ہے منہ فق ہے لیٹین کہین منہ پر	ایجان نکل بہاگے ہو فا ہونے کسو کے

نساخ تخلص راقم آثم ❊

نشان باقی رہا جرنام کسکا زار فانی مین	الہی دور ہے کیسا کس قدر یہ دور گردون ہے
بتا آئینہ اسکندری نہ جام جم کا ہے	نہ باقی طاق نوشروان ہے نے قصر فریدون ہے

نہ عذرا نے دمن ہے اور نہ شیرین ہے نہ ہے لیلےٰ — نہ وامق ہے نہ ہے نل کوہکن ہے اور نہ مجنون ہے

ولہ

جان کنی روز روز جان کا ہے — تا بکے یون حیا کرے کوئی
کوئی نبلا تو خدا کے لیے — مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

ولہ

بزم سے کسکے تم اوٹھ آئے ہو گھبرائی ہوئے — ورنہ ہے کا کیون یہ دامن گیر پیراہن مین ہے
نشہ کی بدمستیون مین ہاتھا پائی کس سے کی — چاک کیسا او بت بے پیر پیراہن مین ہے

ولہ

کافرونکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان آخرش — جانب دیر بتان ہرگز نجاؤن تو سہی
پھر غم عشق بتان مین شعلہ زن ہو وے اگر — خاک مین مین آتش دل کو دباؤن تو سہی
پھر تبو نکو دل ندون مین یا دسب عیاریان — اونکو بھی اونکی طرح سے آزماؤن تو سہی
اونکی صورت ہو نہ مجھکو التفات اونکی طرف — جسقدر مجھکو ستایا ہے ستاؤن تو سہی
ساتھ اونکے زلف کی صورت کرون کیا کیا پیچ — آخر اونکو دام مین اپنے پھنساؤن تو سہی
لاکھ چاہین وہ نکالین پر نہ نکلون کبھی — شکل مردم اونکی آنکھونمین سماؤن تو سہی

ولہ

اونکو چڑہا کے داو یہ جو دم شب وصال — سینے کہا ہنسی سے وہ شوخی کد پر گئی
ہاتھو نکو نس جہتک سکے خفا ہوکے بول اوٹھے — چھوڑو کہین بھی ہاتھ کلائی اوتر گئی

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین عرف میان کلو حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

اوسکے ہاتھ کا کاس سنہرا دیکھ — شب کہا ماہ سے یہ پروین نے
پھر پرواز اب نکالے ہے — چوزہ بیضہ سے مرغ زرین نے

ولہ

سمجھ اوسکو نہ آہو رشک لیلےٰ — یہ مجنون دشت مین آیا ہے گھر سے
جسے تو سینگ سمجھے ہے وہ ہین خار — لگے ہین پاون مین نکلے ہین سر سے

ولہ

کہون تجہسے نصیر اب کیا نتیجہ احوال وقت کا   فلک بر شیشہ کب دی ہے ادس سے ایکدم خالی
دہان وہ آئینہ دیکہی ہے یان ہم سر زانو مین   نہ یک دم کی اوسے فرصت نہ اک لحظہ مین ہم خالی

ولہ

ساقی ترے بغیر گلستان دہر مین   کلفت اب اسطرح سے یہ شام و پگاہ ہے
ساغر ہے داغ شیشۂ صہبا ہے آبلہ   بارش ہے اشک ابر سیہ دود آہ ہے

ولہ

جہانی بہت سی منزل دنیا کی خاک راہ   نقش قدم بہی ایک نہ آیا نظر مجہے
کیا جانے اب کدہر وہ گئے حیف ای نصیر   یاران رفتگان کی نہین کچہ خبر مجہے

نکہت تخلص مرزا نیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان و ترجمہ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو ان سے یادگار ہین

کہکشان مانگ ہے بلال بہوین   مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے
لب مسیحا ہے لب پہ رنگ مسی   سایہ قامت سیاہ ہے

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا و میر مقیم دہلی کچہ روز ون فیض آباد و بنارس مین بہی رہے تہے آخر عمر مین لکہنؤ مین وفات پائی

یاران ہمنشین و رفیقان دوستدار   سب آشنا ہین زندگی مستعار کے
جب مند گئی یہ آنکہ تو ای دوست بعد مرگ   بیٹہے ہے پاس کون کسی کی مزار کے

خاتمۃ الطبع

داور رواد گر راستائش کہ این زیبا گلدستہ جہان نواز مجموعۂ قطعات اساتذۂ اردو زبان موسوم بہ **قطعۂ منتخب** در مطبع نامی گرامی جناب معلی القاب منشی **نول کشور** لکہنؤ بماہ جولائی ۱۸۷۲ء مطابق شہر جمادی الاولیٰ ۱۲۸۹ ہجری از قالب طبع بر آمدہ

مشام آرای جہان گردید